لخلخۂ محامد

سنہ ۱۳۵۸ھ

رؤف امروہوی

مُصنّف لخلخۂ محامد کی

تیسری تصنیف

کوثرِ رحمت

۱۳۵۷ھ

جسمیں

نعت سید الکونین رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مناقب اہل بیت عظام واولیائے عالی مقام کی دنیائے دل کو روشن اور منوّر کرنیوالی رُوح پرور غزلیں اور پُرکیف خمسے شامل ہیں ــــ شیدایانِ رسولِ خدا اس مقدس مجموعہ کو حاصل کرکے جذبۂ عشقِ رسول اور اپنے ذوقِ رُوحانی کو تازہ کریں۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت (۸؍)

حسب ذیل پتوں سے حاصل کیجیے

احمد حسین سیفی محلہ سدّو امروہہ (یوپی)

نیشنل بک ڈپو بازار گذری امروہہ

منشی صدر الحسن تاجر کتب بازار گھیر مناف

امروہہ

۷۸۶

نخلۂ محامد

۱۳۵۸ھ

مع اضافہ و ترمیم

مجموعہ کلام نعت و مناقب

جناب ماسٹر حافظ محمد عبدالرؤف صاحب مرحوم امروہوی

ناشر

احمد حسین سیفی خلف مصنفِ ممدوح

ملنے کا پتہ

نیشنل بک ڈپو بازار گذری امروہہ

منشی صدر الحسن تاجر کتب بازار گھیر مناف - امروہہ

خورشید بک ڈپو محلہ گذری
امروہہ

قیمت آٹھ روپے

طبع سوم ایک ہزار

فوٹو آفسٹ پرنٹرس بلیماران دہلی

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

انتساب

مَیں اپنے اِس ناچیز مجموعۂ کلام

موسوم بہ

لخلخۂ معامِد

کو

مداح سید المرسلین و سرورِ عالمیان گرامیٔ حسان العجم
مولانا نور الدین عبد الرحمان جامیؒ کی رُوحِ مکرم سے
منسوب و معنون کرتا ہوں

احقر

رؤف امروہی

فہرست مضامین لخلخۂ محامد

مضامین و غزلیات	صفحہ
انتساب	۲
عرض حال از مصنف برائے طبع سوم	۷
مقدمہ لخلخۂ محامد برائے طبع ثانی	۱۱
مقدمہ	۲۱
قطعات تاریخ طبع	۲۸
لے کر ہر شے میں تیرا جلوہ ہے	۲۹
صبا اٹکھیلیاں کر آج موقع ہے مسرت کا	۳۳
کیا وصف لکھوں سید ابرارؐ تمہارا	۳۵
میں نہ جنت کا ہوں شیدائی نہ طالب حور کا	۳۶
قیامت میں تشریف جب لائیے گا	۳۷
آنکھوں کو آج ہجر کے غم سے چھڑاؤں گا	۳۹
بسا دو تم اگر کاشانہ دل کا	۴۰
سینے میں کہوں کیا اے ہمدم کون آگ لگائے جاتا ہے	۴۱
چشم گریاں انھیں اس طرح منایا ہوتا	۴۲
میرے نبیؐ پر نہ پوچھ ہمدم تھا مہربان ذوالجلال کیسا	۴۳

غزلیات	صفحہ
یا نبیؐ آپ پہ جو جان سے قرباں زہرا	۴۴
مرحبا آج کی شب صل علیٰ آج کی رات	۴۵
اٹھا رخِ محبوب سے پردہ شبِ معراج	۴۶
جو ہو جائے تمہارا یا محمدؐ	۴۷
ہے گردش میں اپنا ستارا محمدؐ	۴۸
رہے دل میں شوقِ لقائے محمدؐ	۴۹
دیتے ہیں جو مرادِ دل صورتِ حال دیکھ کر	۵۰
کہنا صبا جو گذرے دربار کی طرف	۵۱
یہ دیکھا چاند کے دو ہو گئے اک دم اشاروں میں	۵۲
تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں	۵۳
نہیں درد کوئی جہاں میں کہ درد جس کی دوا نہیں	۵۴
تمہاری یاد سے ناشاد دل کو شاد کرتے ہیں	۵۵
سب دل سے سنیں سید ابرار کی باتیں	۵۶
ہجر نبیؐ میں کاش اگر چشم تر کریں	۵۷
عشقِ احمدؐ میں جو ہم نے داغ دل پر کھائے ہیں	۵۸
اللہ کی رضا ہے حضرتؐ کی بندگی میں	۵۹

مصیبتیں آرہی ہیں مجھ پر غم و الم کا شکار ہوں میں	۶۰
رحمتِ کبریا کی باتیں ہیں	۶۱
نبی کا نور ہے ذرّوں میں چاند تاروں میں	۶۳
پردہ اُٹھا دو شاہِ مدینہ	۶۴
دل ہو تو ہو ایسے کاش تمنائے مدینہ	۶۵
وہ دل ہے جا گزیں جس میں ہوئی اُلفت محمدؐ کی	۶۶
گرم ہے حشر کا میدان رسولِ عربیؐ	۶۸
نہیں قبول اُڈن مُتبنّی کسی اور کی زبانی	۶۹
رنج و محن سے کون نکالے تیری دہائی مدینہ والے	۷۰
بر لحظہ شغلِ نعت شہِ انس و جاں رہے	۷۱
طالبِ جنّت سے کیا نسبت شہِ بطحاؐ مجھے	۷۲
طیبہ کی یاد دل میں رہ رہ کے آرہی ہے	۷۳
بلاؤ طیبہ میں اب یا نبیؐ خدا کے لئے	۷۴
محبت آپؐ کی حسرت سے دل کی	۷۵
یا رسول اللہؐ سُن لو بندۂ ناشاد کی	۷۶
تم زمیں بیکسیں و بے نوا میں اسیرِ دام بلا نبیؐ	۷۷
مِلا کس نبی کو وہ مرتبہ جو خدا نے تم کو دیا نبیؐ	۷۸
اے شہِ دنیا و دیں میری مدد فرمائیے	۷۹
ہوں دل میں عشقِ ساقی کوثر لئے ہوئے	۸۰
وہ سر پاؤں جو خاکِ کوچۂ دلدار ہو جائے	۸۱
قدم ایسے ملے کی جن سے سیرِ لامکاں تُو نے	۸۲
اپنا جلوہ دکھایا تُو نے	۸۳
محمدؐ کی وہ صورت ہے کہ جس پر جان قرباں ہے	۸۴
یا نبیؐ غم مجھے اچھا ہے ملال اچھا ہے	۸۵
لکھوں کیا وصف شاہِ انس و جاں کے	۸۶
زمیں اتر کے بولی آسماں سے	۸۷
آپؐ نے سب کی کل سنواری ہے	۸۸
تمہیں یا نبیؐ جلوہ گر دیکھ لیتے	۸۹
تم نواز دو تو اپنی ٹھوکر سے	۹۰
آقا بنے جو بندۂ سرکار ہو گئے	۹۱
حُوروں کی نہیں خواہش طالب نہیں جنّت کے	۹۲
اک آہ نکلتی ہے بے ساختہ سینے سے	۹۳
میں یہ سمجھوں گا کہ سب کچھ ہو گیا حاصل مجھے	۹۴
اے صبا جس وقت بھی اُس گل کی یاد آجاتی ہے	۹۵
کوئی دارا، کوئی جم کوئی سکندر ہو جائے	۹۶
جس محفل میں جس مجلس میں سرکار کی مدحت ہوتی ہے	۹۷

کیوں نہ مانگے مانگنے والا شہِ ابرارؐ سے	۹۸	جس ادا جس ناز کا مظہر ہے تو اے نازنیں	۱۲۴
نہ قدر ہو تو نہ ہو میرے سر جھکانے کی	۹۹	لفظ لیسین است یک نام سیادت جوئے تو	۱۲۵
اے نبیؐ اے افتخارِ اولین و آخریں	۱۰۰	اے دو رخسارِ حسینت غیرتِ شمس و قمر	۱۲۶
اُن کو اللہ کی اللہ کو چاہت اُنؐ کی	۱۰۲	یہ سرا دربیت ابروئے محمدؐ	۱۲۸
ادائے خاص سے مدحِ مصطفےٰؐ کیجئے	۱۰۴	کہتا ہوں میں آہوش میں دیکھ اے دلِ ناداں سنبھل	۱۲۹
ذاتِ سرکارِ دو عالمؐ دو جہاں کی جان ہے	۱۰۶	چل گئی ہو جس کے دل پر تیغِ ابروئے حبیبؐ	۱۳۱
تیرے کوچے میں نہ رکھا بھول کر میں نے قدم	۱۰۷	تیغِ ابرو ہے کہ ٹکڑے دل کے کر دیتی ہے دو	۱۳۲
حشر برپا ہے ہر اک کو اپنی اپنی ہے پڑی	۱۰۸	کرتا ہے پریشاں دلِ مضطر کا تلوّن	۱۳۳
گرچہ پیدا ہوئے دنیا میں ہزاروں ہی نبی	۱۰۹	رواں ہیں چشمِ تر سے اشکِ پیہم یا رسول اللہ	۱۳۵
کوئی ہے ہجری کوئی سلامی	۱۱۲	دلبر ہو تم کہیں دلِ خانہ خراب ہو	۱۳۶
سینے میں آہوں کا دھواں فریاد لب پر چشم نم	۱۱۳	اب تڑپ حد سے بڑھ گئی دل کی	۱۳۸
کوئی کر سکتا نہیں دنیا میں تیری ہمسری	۱۱۴	کس قدر کالی گھٹا اس غم کی دل پر چھائی ہے	۱۳۹
خبر لے اے مسیحائے دو عالمؐ	۱۱۶	ہے گردش میں ستارا یا محمدؐ	۱۴۱
حجِ بیت اللہ کا سامان کب ہوگا بہم	۱۱۷	نہیں عرض کرنے کا یارا محمدؐ	۱۴۳
تو دلبرِ جن و بشر تو رحمۃ للعالمینؐ	۱۱۸	ان آنکھوں سے تم کو اگر دیکھ لیتے	۱۴۵
والشمس روئے حق نما واللیل زلفِ عنبریں	۱۱۹	قیامت میں تشریف جب لائیے گا	۱۴۷
کیسے بیاں کروں تری ذرہ نوازیاں ہیں جو	۱۲۱	آپؐ کیا تشریف لائے	۱۴۹
کچھ ایسی چھائی ہے تاریکیٔ شبِ ہجراں	۱۲۲	نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیق اکبرؓ سے	۱۵۱

تجھ سے افضل کوئی اُمت میں ہو کیونکر صدیقؓ	۱۵۲
اگر دل ہے شیدائے صدیقِ اکبرؓ	۱۵۳
ہے مدفن جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ صدیقِ اکبرؓ کا	۱۵۴
جسم و جانِ دین ہے یا پیکرِ ایمان ہے	۱۵۵
زباں پر آگیا تھا واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا	۱۵۷
پہنچے یوں منزلِ مقصد پہ گدائے صدیقؓ	۱۵۹
نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیقِ اکبرؓ سے	۱۶۰
چمک تیغِ برّانِ فاروقِ اعظمؓ	۱۶۲
بنا کے لائی ہے سب کو محبتِ فاروقؓ	۱۶۴
آج تک پہلو میں ہے پہلوئے جانانِ عمرؓ	۱۶۶
شورِ تکبیرِ عمرؓ اور زورِ شمشیرِ عمرؓ	۱۶۷
لے رہا ہوں جب سے میں نامِ عمرؓ	۱۷۰
حضرت عثمان غنیؓ گہر والا تبار	۱۷۱
حق آپ ثناخواں ہوا عثمان غنیؓ کا	۱۷۳
اے صبا آنے کو ہے گلشن میں کیا کوئی نگار	۱۷۴
بوتراب و حیدر و صفدر علیؓ مرتضیٰ رضؓ	۱۷۷
دیکھ کر دلکش ادائے بوترابؓ	۱۷۹
کرنی اگر ہے سیرِ گلستانِ اولیا	۱۸۰
یاد آرہی ہے آج شہادت حسینؓ کی	۱۸۲
خوں ریں فدائے حسینِ طرحدارِ کربلا	۱۸۴
یہ دل ہو اور حسرت و ارمانِ کربلا	۱۸۶
اے ساکنانِ کوئے محبانِ اہلِ بیت	۱۸۷
حسینِ باصفا جانِ وفا کا نام زندہ ہے	۱۸۹
ہمارے پیشوا ہیں غوثِ اعظمؓ	۱۹۱
جہاں دیکھی ادائے دل رُبائے شاہِ جیلانیؒ	۱۹۳
تری اُلفت پر ایمان یا غوثؒ	۱۹۵
سُنو میری کہانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ	۱۹۶
جہاں دیکھا کسی نے جلوۂ رخسارِ خواجہؒ	۱۹۷
مرے مشکل کشا خواجہ معین الدین اجمیریؒ	۱۹۸
کسی کی ذات کا آئینہ دار ہے خواجہؒ	۱۹۹
یہ در ہو اور بندگی جبیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ	۲۰۱
نہیں میں ہی ثناخواں ہے زمانہ بدرِ چشتی کا	۲۰۳
مرے والی قیام الدین چشتیؒ بدرِ چشتیؒ	۲۰۴
خود سے خطاب	۲۰۵

ملنے کا پتہ

خورشید بک ڈپو محلہ گزری

عرضِ حال

از مصنف

برائے طبع سوئم

الحمد للہ کہ اب لخلخۂ محامد کو سہ بارہ چھپوانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے بطفیل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجموعے کو قبولیت عام بخشی ——— اس عرصے میں کتنی زبانوں پر خلوص و عقیدت کے ساتھ اس مجموعے کی نعتیں آئیں اور سُننے والوں کے لئے سرمایۂ سکونِ دل بنیں، کتنے دلوں میں سوز و گداز اور وجد و کیف کا عالم پیدا ہوا۔ کتنی آنکھوں نے نشاط و سرور کے ہمراہ ان کا مطالعہ کیا میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اس میں میرا کوئی کمال نہیں اس ذاتِ عالی کی نسبت کا کمال ہے جو سراپا رحمت اور باعثِ جمعیتِ خاطر ہے جو مجموعۂ حسن و خوبی اور مرکزِ راحتِ ہر دو عالم ہے جو مصدرِ خیر و فلاح اور منبعِ حسنات ہے ——— میں ان تمام مخلصین کا شکر گذار ہوں جنھوں نے

میری آواز دل سے ہم آہنگ ہوکر میری حوصلہ افزائی فرمائی اور میرے کلام کی قدر دانی کی۔ مجھے شاعری کا بلند بانگ دعویٰ نہ پہلے تھا نہ اب ہے مگر ہاں، اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی کہ نعت و منقبت میں میری عمر کا اکثر حصہ صرف ہوا یہی دن رات کا مشغلہ ہے اور یہی نصب العین اسی سے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہے۔ اور اسی نعت گوئی کے طفیل

سنہ ستر میں مدینے مجھکو بُلوایا گیا
اِس طریقے سے کہ دنیا آج تک حیران ہے

اس کے بعد بالکل اسی طرح کی ایک نوازش یہ ہوئی کہ وہ باغ جو پانچ سال سے بسلسلۂ مجالس نعت خوانی وعشرہ میلاد النبی داؤ پر لگا ہوا تھا اِس سال اُس منزل سے نکل گیا۔ ہوا یوں کہ باغ کی قیمت میں اضافہ ہوتا گیا۔ پہلے سال ایک لاکھ چار ہزار قیمت کے لگے۔ پھر اگلے سال سوا لاکھ ہوئے پھر ڈیڑھ لاکھ تک نوبت پہونچ گئی آخر مین بمبئی سے ایک خریدار نے آکر دو لاکھ آٹھ ہزار لگا دیئے مگر میں ایک ہفتہ پہلے ایک ایسا معاہدہ کرچکا تھا جس سے اتنی رقم حاصل ہوگئی کہ میری مشکلیں حل ہوگئیں وہ خریدار واپس ہوگیا۔ سال رواں میں اِس سے اور زیادہ کی اُمید ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک حضور سرکار دو عالم

کو یہ گوارا نہوا کہ اُن کا نام لیوا اور اُس کے بچے باغ کی برکات سے محروم ہو جائیں یوں سمجھیئے کہ

ایک قطرہ رؤف نے مانگا
اور دریا بہا دیا تونے

میدانِ شاعری میں لغزشیں کس سے نہیں ہوتیں مجھ سے بھی ہوئی ہوں گی مگر مجھے اپنے احباب سے ہمیشہ یہی اُمید رہی کہ وہ یا تو میری غلطیوں کو اپنے دامنِ کرم میں چُھپالیں گے یا مجھ کو براہِ راست مطلع فرمادیں گے میں ہر دو صورت میں ممنون ہوں گا۔

مَیں نے اس تیسرے ایڈیشن میں ۱۲ نظموں کا اضافہ کیا ہے اور پچھلے ایڈیشن کے کچھ اشعار کو حذف اور کچھ میں ترمیم کی ہے ترتیب وہی ہے جو سابق میں تھی۔

اِس مجموعے کی اشاعتِ اول کا مقدمہ جناب مولٰنا سید حبیب احمد اُفق کاظمی مرحوم کے ترشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے اور اشاعتِ ثانی کے مقدمہ کو جناب مولٰنا نسیم احمد فریدی الفاروقی نے لکھا ہے۔ "کوثرِ رحمت" پر بھی اُنھوں نے مقدمہ لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے (آمین) مَیں اپنے اُن تمام معاونین و محسنین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جنھوں نے اشاعت اول و ثانی و ثالث میں میرا ہاتھ

بتایا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا اُن کے حق میں بدرگاہ باری تعالےٰ دعائے خیر و عافیت کرتا ہوں ــــ اپنے لئے بھی ناظرین سے دعائے حُسن خاتمہ کا خواستگار ہوں ــــ ان نقوشِ دل کو سپردِ قرطاس کرنے کا مقصد سرمایۂ نجاتِ آخرت بہم پہونچانا اور اہلِ دل کی دُعائیں حاصل کرنے کے لئے ایک سعادت آمیز یادگار چھوڑ جانا ہے ــــ اور بس

غرض نقشیست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے

عبدِ ضعیف

عبد الرؤف. رؤفؔ

۸ ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مقدمہ لخلخۂ محامد

از جناب مولانا نسیم احمد صاحب فریدی الفاروقی امروہی

برائے طبع ثانی

محترم المقام ماسٹر عبدالرؤف صاحب رؤفؔ امروہوی مدظلہٗ امروہہ کے مشہور و معروف نعت گو ہیں اور اُن کا یہی تعارف کافی ووافی ہے۔ اُن کا کلام انتہائی مقبول اور بچے بچے کی زبان پر ہے۔ ماسٹر صاحب اُن خوش نصیب شعراء میں سے ہیں جن کا کلام اُن کی زندگی ہی میں شہرت و مقبولیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کر اُن کے سامنے ہی زیور طبع سے آراستہ ہو گیا ہو ـــــ لخلخۂ محامد، گلزارِ رنگ تخیل، کوثر رحمت، ماسٹر صاحب کے کلامِ بلاغت نظام کے تین مجموعے ہیں جو یکے بعد دیگرے شائع ہو چکے ہیں۔ اُن میں اوّل الذکر اور آخر الذکر نعتیہ کلام پر مشتمل ہے اور گلزارِ رنگ تخیل رنگِ مجاز کا آئینہ دار ہے۔

لخلخۂ محامد اب سے تقریباً چھبیس ۲۶ سال پیشتر شائع ہوئی تھی اُس کا مقدمہ اُس وقت امروہہ کے بلند مقام ادیب و شاعر حضرت اُفق کاظمی مدظلہٗ

نے تحریر فرمایا تھا۔ اب جبکہ "لخلخۂ محامد" کے طبع ثانی کی نوبت آئی تو اس کتاب کے دوسرے مقدمہ کے لئے ماسٹر صاحب کے حسنِ ظن نے مجھ احقر و کمتر کا انتخاب کیا۔ ظاہر ہے کہ مجھ جیسا بے بضاعت، کلامِ رؤف پر کیا خامہ فرسائی کر سکتا ہے؟ درحقیقت میں اس کارِ عظیم کا ہرگز اہل نہیں تھا ــــ مگر اس خیال سے کہ مجھے بھی اس بہانے یک گونہ سعادت و برکت نصیب ہو جائے گی میں نے چند صفحات لکھنے کا وعدہ کر لیا اور ان چند صفحات کی تحریر میں بھی کچھ تو اپنے تساہل اور کچھ واقعی یک سوئی کے عدم حصول کی بنا پر غیر معمولی تاخیر ہوئی جس کے نتیجہ میں مجھے ماسٹر صاحب کی اصول پسندی اور صاف گو طبیعت کے سامنے خجل ہونا پڑا۔

مجھے ماسٹر صاحب کے نعتیہ کلام پر مقدمہ نگاری کی سعادت دوسری مرتبہ حاصل ہو رہی ہے اب سے سات آٹھ سال پیشتر اُن کے شاہ کار "کوثرِ رحمت" پر چند سطور لکھ چکا ہوں۔ وہ سطور، کلامِ رؤف پر میری رائے کی صحیح ترجمان ہیں۔ وہاں میں نے باوجودِ اختصار، اپنے جذبات و خیالات کے اظہار میں اپنے نزدیک کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی ہے ــــ پھر بھی اس مجموعے کے لئے اس کے دوسرے ایڈیشن کے موقع پر مستقل طور پر کچھ نہ کچھ لکھنا ہے ــــ کلامِ رؤف پر سیر حاصل تبصرہ کروں نہ تو میں اتنی اہلیت رکھتا ہوں اور نہ کلامِ رؤف اس کا محتاج ہے ــــ

مختصر لفظوں میں بس اتنا لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ کلامِ رؤف "از دل خیزد بر دل ریزد" کا پورا پورا مصداق ہے واقعی ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تحفۂ محامد کی مندرجہ نعتوں اور منقبتوں کی چند اجمالی خصوصیات بیان کر دوں اور آخر میں اپنے پسندیدہ چند اشعار بطورِ انتخاب پیش کر کے ناظرین اور کلامِ رؤف کے درمیان زیادہ دیر حائل نہ رہوں۔

(۱) حمدِ الٰہی کے بعد نعتِ سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سلسلہ ہے۔ اور یہ تمام کلام فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی، مضمون و زبان اور کیف و سرور کی دولت سے مالا مال ہے۔ اگرچہ ہر کہنہ مشق شاعر کی طرح ماسٹر صاحب کا رنگِ نعت گوئی بھی بعد کو نکھرتا چلا گیا ہے بنابریں جذباتِ وداتِ قلبی کو عذوبت و مہارت کیساتھ پیش کرنیکے نمونے کوثرِ رحمت میں زیادہ ملیں گے۔

(۲) تحفۂ محامد طبعِ اوّل کے مقابلے میں اس دوسرے ایڈیشن میں اُن سات نعتیہ نظموں کا اضافہ ہے جو "تحفۂ محامد" اور "کوثرِ رحمت" کے شائع ہونے کے بعد لکھی گئی ہیں اِن میں کلامِ رؤف کی تدریجی ترقی صاف نظر آ رہی ہے

(۳) خالص نعتیہ کلام کے بعد کچھ حصہ رؤف صاحب کی اپنی بعض نعتوں اور دیگر اردو فارسی شعرا کے مختلف النوع کلام کی تضمین پر مشتمل ہے۔

(۴) اس تضمینی کلام میں کچھ حصہ ایسا بھی ہے جو نعت سے براہِ راست تعلق نہیں رکھتا۔ اس لئے اگر اس حصے میں کوئی لفظ ایسا نظر آئے جو نعت کے لئے مناسب نہیں تو اُس کو رنگِ مجاز، یا شاعرانہ جذبات و واردات یا عارفانہ تشبیہات و استعارات پر محمول کر لینا چاہئے یا کوئی اور مناسب تاویل کر لی جائے یہ اس لئے عرض کیا گیا کہ اس دورِ نقادی و نکتہ چینی میں ہو سکتا ہے کسی کو اعتراض کی سوجھے اور مفتیانِ کرام کی توجہ بعض اشعار کی طرف مبذول کرانے کی ہمت و جرات خواہ مخواہ کر بیٹھے ایسا ہوا تو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے بزرگ بھی مدعا علیہ کی حیثیت اختیار کر لیں گے اور اُن کی جواب دہی ماسٹر صاحب کے لئے کافی ہو گی۔

(۵) نعتیہ کلام کے بعد خلفائے راشدین اور اہلِ بیت اطہار کی شان میں مدح سرائی ہے۔

(۶) بعدہٗ چند اولیاء اللہ کی عظمت مآب بارگاہوں میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا گیا ہے اس طرح تحفۂ محامد مجموعی حیثیت سے اچھا خاصہ ایک گلدستہ بن گیا ہے جس میں عقیدت و محبت کے پھول اپنی مہک سے مشامِ دل و جان کو معطر کر رہے ہیں۔

(۷) تحفۂ محامد طبع اول کے چند اشعار، نظرِ ثانی کے بعد بالکل حذف کر دیئے گئے ہیں۔

(۸) کہیں کہیں کسی مصرعے یا پورے شعر میں ترمیم ہوئی ہے
مخلوقِ محامد کی نعتیں پچیس تیس سال سے برابر زبان زدِ خاص و عام ہیں جو ماسٹر صاحب کی محفلِ نعت گوئی میں (جو تقریباً چالیس سال کے عرصے سے بعد نمازِ جمعہ بڑے اہتمام سے بلا ناغہ منعقد ہوتی ہے) خصوصاً اور شہر و بیرونِ شہر کی محافل و مجالس میں عموماً انتہائی عقیدت اور ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں — اسی بنا پر حذف و ترمیم کا زیادہ کام مناسب نہیں سمجھا گیا جن لوگوں کی زبان پر اس مجموعے کے اشعار پہلے ایڈیشن کے مطابق چڑھے ہوئے ہیں اُن کو جزوی حذف و ترمیم کا اختیار کرنا بھی کچھ عرصے مشکل ہوگا

(۹) ماسٹر صاحب کے یوں تو تمام اشعار جذبات دل کے ترجمان ہیں مگر اُن کا مقطع اکثر و بیشتر خاص طور پر نہایت دل آویز، درد انگیز اور قیامت خیز ہوتا ہے۔

(۱۰) سرکارِ دو عالم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ ضمنی طور پر خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کی تعریف و توصیف اور شمع نبوت کے اُن پروانوں کی عظیم الشان بزرگی و خوش قسمتی کا خلوص و محبت کے بھرپور جذبے کے ساتھ اظہار کرنا یہ بھی کلامِ رؤف کی ایک خصوصیت ہے — اگرچہ مستقل طور پر بھی انھوں نے خلفائے راشدین کی منقبتیں والہانہ انداز میں لکھی ہیں — اس

تلخلہ محامد

سلسلے کے بعض اشعار ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں
یہ مدح خلفائے راشدین اور تعریف صحابہؓ کتنی اہم اور کس قدر
ضروری ہے ؟ اس کا اندازہ خود قرآن مجید سے ہو سکتا ہے جہاں
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اُن کے جاں نثار
ساتھیوں کی بھی تعریف فرمائی گئی ہے ماسٹر صاحب کا قلب
جہاں حُبِ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہے وہاں حُبِ صحابہ
اور حُبِ اہلِ بیت سے بھی لبریز ہے اور یہ وہ بلند اور معتدل مقام ہے
جس پر فائز دیکھ کر میرے دل میں ماسٹر صاحب کی عزت و وقعت زیادہ
ہو گئی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالٰے اپنے فضل و کرم سے بطفیل سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ماسٹر صاحب جیسے باکمال، قادر الکلام اور
صاحبِ طرزِ خاص نعت گو کو تادیر مع متعلقین صحت و عافیت سے رکھے
اور اُن کی مرادہائے دلی بر لائے (آمین) سچ تو یہ ہے کہ
آج سرزمینِ امروہہ پر منعقد ہونے والی محافل نعت گوئی کی رونق
میں ماسٹر صاحب کا اور اُن کی سعادت مند اولاد کا بڑا حصہ ہے اگرچہ
ماسٹر صاحب اپنی کمزوری اور معذوری کی بنا پر بہ نفسِ نفیس نعتیہ
مشاعروں میں کچھ عرصے سے شرکت نہیں فرماتے اور اُن کا کلام صاحبزادگان

میں سے کوئی صاحبزادہ پڑھ دیتا ہے ——— مگر سیفی و حامد، ساجد و آصف سلمہم اللہ جب کسی نعتیہ مشاعرے میں شرکت کرتے ہیں تو محفل مشاعرہ، نعت و منقبت کے نغموں سے گونجنے لگتی ہے اور سرور و کیف کا ایک عجیب عالم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ماسٹر صاحب کی خوش قسمتی کی بات ہے کہ اول الذکر تین صاحبزادے بہترین نعت گو ہیں اور مضامین نعت میں اُن کے ذریعے بھی قابل صد آفرین اور لائق صد تحسین اضافہ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اِن سب کو شاد اور نعت کی محفلوں کو آباد رکھے (آمین)!

میرے پسندیدہ چند اشعار

آپ اپنے آستانۂ عالی کو دیکھئے
کیا دیکھنا رؤفِ سیہ کار کی طرف

ذرا اب جلوۂ زیبا سے اپنے خوش تو کر دیجئے
تصدق آپ پر جانِ رؤفِ زار ہو جائے

دیکھتا اور کسی در پہ نہ جانے پائے ہے رؤف آپ کا مہمان رسول عربی ﷺ

آرزو ہے رؤف بر آئے بھیک مل جائے آپ کے در سے

رؤف آپ کی چشمِ رحمت کے صدقے اسے بھی ذرا اک نظر دیکھ لیجے

نبی ﷺ کے چاہنے والوں ہی سے تبرا ہو رؤف یہ تو تولائے بوتراب رضؓ نہیں

کیا فشارِ قبر، کیا میزانِ محشر کیا صراط آپ حامی ہوں تو ہے آسان ہر مشکل مجھے

دل یہی کہہ رہا ہے اندر سے جو ملے گا وہ آپ کے در سے

اے عرب کے چاند سرکا دے ذرا رُخ سے نقاب
قبر کی تاریکیوں سے جی بہت گھبرائے ہے

تمہارے عشق کا ہے داغ دل میں یہی دولت یہی ثروت ہے دل کی
گلستانِ ارم ہے دشتِ طیبہ مدینے کی گلی جنت ہے دل کی

غلامی سے تمہاری ہے شرف یاب خدا جانے بڑی قسمت ہے دل کی

صدیق یارِ غار کی قسمت تو دیکھئے پہلو میں آج تک ہیں پیمبرؐ لئے ہوئے

کوئی مانے نہ مانے اس سے اب ہوتا ہے کیا حاصل
زمانے میں تو ڈنکا بج گیا صدیق اکبر رضؓ کا

اے زہے شوکت عمرؓ کی اے زہے شانِ عمر رضؓ
حق تعالیٰ شانہٗ ہے مرتبہ دانِ عمر رضؓ

لڑکیوں کی بھینٹ لینے کی جو تھی رسمِ قدیم ترک رودِ نیل نے کی حسبِ فرمانِ عمر رضؓ

حق آپ ثنا خواں ہوا عثمانِ غنی رضؓ کا
اللہ غنی مرتبہ عثمانِ غنی رضؓ کا
دو لڑکیاں منسوب ہوئیں ان کو نبیؐ کی
بے مثل تھا یہ مرتبہ عثمانِ غنی رضؓ کا

بادشاہی کا مزا لیتا رہے
کوئی ہو جائے گدائے بوتراب رض
جس کا جی ہو آزما کر دیکھ لے
کیمیا ہے خاکِ پائے بوتراب رض

نسیم احمد فریدی غفرلہ
محلہ جھنڈا شہید
امروہہ
۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق
۳۱ جولائی سنہ ۱۹۶۳ء یوم الجمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اثر خامہ ۔ مصور حقیقت شاعر اسلام حضرت اُفق کاظمی امروہوی

افصح العرب والعجم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت شریف کا میدان جسقدر دشوار گذار ہے مشتاقان منزل مدحت کا قافلہ اُسی قدر اس راہ میں سرگرم رفتار ہے نہ صرف مسلمان شعراء بلکہ وسیع النظر اور نکتہ رس غیر مسلم شاعر بھی نعت سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات میں بکثرت رطب اللسان نظر آتے ہیں جن میں اکثر ایسے ہوتے ہیں جو اس راہ میں قدم رکھنے کے اہل نہیں محض رہروان ماسبق کی تقلید یا رسمی نقالی کی ہوس اُنھیں اس دوڑ دھوپ پر آمادہ کرتی ہے مگر اس کٹھن منزل کی ناشناسی اور رستہ کے نشیب و فراز سے بیخبری اُنھیں ٹھوکریں کھلواتی اور خارزاروں میں الجھاتی ہے کچھ تو ٹھوکریں کھا کر سنبھلتے اور کانٹوں میں الجھ کر اپنا دامن سمیٹتے ہوئے لغزش قدم و دریدگی پیرہن سے بقدر علم و خبر متنبہ و با بصیرت ہو کر اندو زسیدھی ڈگر پر ہو لیتے ہیں اور بعض ناکام و بیخبر قعر گم کردہ راہی میں سر کے بل گر جاتے ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ ذی علم و خبر اور صاحبدل واہل نظر جو افراط و تفریط غلو اور تجاوز عن الحد سے احتیاط کرتے ہوئے صحیح ذوق و کیف اور پورا خلوص و ادب کے ساتھ نعت نبی کریم علیہ التسلیم کی صراط مستقیم پر گامزن ہوتے ہیں

لیکن بقول حامد

دیں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عرفی شیرازی کا قول ہے ؎

عرفی مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا
ہشیار کہ رہ بر سرِ تیغ است قدم را

کسی رمز شناس نے کیا خوب کہا ہے ؏ "با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار"۔ بہرحال نعت سرورِ کائنات علیہ التحیات و التسلیمات کی جولانگاہ میں سمندِ فکر کی باگ قابو میں رکھتے ہوئے سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچ جانا ایک شاعر کی شاندار کامیابی اور خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ ہر چند کہ بے شمار شعرائے عرب و عجم کے علاوہ ہندوستان کے ہزارہا شعرائے اردو بزمِ شعر میں اس حد تک داد نعت سرائی دے چکے ہیں کہ اس محدود مخصوص دائرہ میں کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تاہم مسلم شعراء کے لئے یہ کان جواہر کچھ ایسی جاذب قلب و نظر ہے کہ تلاش و جستجو کی کدال کو کوئی نہ کوئی ایسا مخفی گوشہ مل ہی جاتا ہے جسکے کریدنے سے کچھ نہ کچھ دبے ہوئے جواہر پارے ہاتھ آہی جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس دورِ الحاد و مادہ پرستی میں بھی کجروی و آزاد خیالی کے باوجود اکثر مسلم شعراء نعت شریف میں رطب اللسان ہونا اپنے لئے باعثِ فخر اور ذریعۂ نجات تصور کرتے ہیں۔ و کُل شکت فیہ۔

زیرِ نظر مجموعہ کلام کے مصنف میرے مخلص و محترم دوست ماسٹر محمد عبدالرؤف صاحب رؤف امروہوی نہ صرف اک خوش گو اور سلیس ترین زبان لکھنے والے شاعر ہیں بلکہ آپ کو نعت شریف اور صاحبِ النعت صلعم سے اک ایسا روحانی تعلق اور دلی

لگاؤ ہے کہ مولانا جامی کی طرح رنگ مجاز میں بھی آپ کا عاشقانہ خطاب بلحاظ کمال تصور حضور نبی کریم علیہ التسلیم ہی کی ذات گرامی سے ہوتا ہے جس کو اہل دل اور واقف حال احباب ہی سمجھتے ہیں۔

غرض رؤف صاحب کی شاعری عمومیت کے ساتھ نعت شریف و منقبت لطیف سے خصوصیت رکھتی ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام دیکھنے سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ نعت گوئی و منقبت سرائی کے میدان میں کتنی سادگی و صفائی بے تکلفی و برجستگی سے کامیاب ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رؤف صاحب کا نعتیہ کلام بارگاہ نبوی میں نیاز مندانہ عرض معروض اور بندگانہ التجا و التماس کی شان رکھتا ہے وہ آقائے دوجہان کی مدح و توصیف کے ذیل میں اپنے شوق و آرزو اور سوز و گداز کا اظہار کرتے ہوئے تسکین اضطراب اور درمان درد نہاں کے متلاشی و آرزومند بھی نظر آتے ہیں ایسی صورت میں تکلف و تصنع کا خیال و تصور بھی شاہد مقصود کے لئے ایک گراں تر حجاب اور سد باب کے مرادف ہے۔ کلام رؤف کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی آقائے دوجہان کا اک غلام اور فدائی حضور رسالتمآب میں والہانہ عرض حال کر رہا ہے۔ وہ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کو سرکار دوعالم کے حضور میں ایسی عاجزانہ سادگی اور بھولے پن سے پیش کرتے ہیں کہ رحمۃ العالمین کی روحانی توجہ کو اُن پر بے تامل پیار اور ترس آجائے تو عجب نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ رؤف صاحب کو خدا کی دین سے محبوب خدا

علیہ التحیۃ والثنا کی دولت محبت۔ قلب رقیق اور ذوق ذکر رسول کی نعمت میسّر ہے وہ جو کچھ نعت شریف میں کہتے ہیں قال نہیں بلکہ حال ہوتا ہے۔ ان کے ابیات نہیں آئینہ واردات ہیں پھر کیوں نہ روشن و مجلی ہوں یہی وجہ ہے کہ آپ کا کلام جو سنتا ہے وجد کرتا اور لطف اندوز ہوتا ہے۔

"ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد"

میرا ارادہ یہ تھا کہ اس مضمون میں رؤف صاحب کے متعدد منتخب اشعار پیش کر کے ان پر کچھ تبصرہ بھی کرتا جاؤں لیکن مجموعۂ کلام پر عمیق نگاہ ڈالنے کے بعد مجھے ایسی وحدت اور یک رنگی نظر آئی کہ نوع بنوع عنوانات کے ذیل میں اشعار پیش کرنا اور ان پر کچھ لکھنا خالی از تکلف نہ معلوم ہوا اور ہمارے رؤف صاحب کو تکلف و تصنع سے گریز ہی نہیں بلکہ نفرت اور چڑھ ہے اور اصل تو یہ ہے کہ ع۔

"حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را"

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ناظرین کرام مطالعہ کلام سے خود اندازہ کر لیں گے کہ تجلیٔ محامد کسی کی توصیف و ستائش کا محتاج نہیں وہ خود مجسم توصیف و ستائش ہے۔

رؤف صاحب کی شاعرانہ خصوصیات یعنی سادگی بے تکلفی۔ سلاست بیساختگی، واقعیت اور مطابقت حال۔ لطافت زبان۔ فصاحت بیان صرف یہی نہیں کہ اُن کی نعتیہ غزلوں ہی میں اپنی پوری شان سے جلوہ گر ہیں بلکہ قصیدے

قطعات اور تضمینوں میں بھی یہ خصوصیات اُسی انداز سے موجود ہیں۔ فارسی کی بعض غزلوں پر ایسے برجستہ و برمحل مصرعے چسپاں کئے ہیں کہ گویا سونے پر سہاگہ یا کنگن پر ہیرے جڑے ہیں۔ اگر کہیں پیچیدہ مصرعے اصل شعر کی شرح و تفسیر نظر آتے ہیں تو کہیں مضمون کے تکملہ و تتمّہ کی خوشنما تصویر۔ یہی حال مناقب و محامد کا ہے کہیں بیجا مبالغہ اور غلو نظر نہیں آتا۔ صحابۂ کرام۔ اہلبیت عظام اور بزرگان عالی مقام کی سچی اور واقعی تعریف و توصیف ہے۔ اُن کی سیرت و کرامت کا بیان ہے اور اپنی عقیدت و محبت کا اعلان۔ ؎

تعریف ہر اک چیز کی دراصل یہی ہے
یعنی کہ رکھا جائے اسے اُس کے محل پر
آفتی

بہر حال نعت و مناقب کا یہ مجموعہ فدائیانِ ومحبّان صاحبِ نعت ارباب مناقب کے لئے اک لطیف غذائے رُوح۔ اک لذیذ خوانِ نعمت اور اک پُر کیف جامِ محبت ہے۔ میں اپنے محترم اور مخلص دوست رؤف صاحب کو اس متبرک مجموعہ کی اشاعت پر صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتے ہوئے دست بدعا ہوں کہ یہ مجموعۂ کلام دربارِ سرکارِ دو جہان میں مقبول ہو اور غلامانِ سرورِ کون و مکان اس کے مطالعہ سے شاداں و فرحاں ہوں۔ آمین۔

کچھ مصنفؔ کے متعلق

بدقسمتی سے اکثر شعرا "وَاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ" کے مصداق ہوتے ہیں مگر بحمداللہ تعالیٰ کہ رؤفؔ صاحب اس سے ایک حد تک مستثنیٰ نظر آتے ہیں۔ جو سادگی و حقیقت اُن کے کلام میں پائی جاتی ہے اُس سے کہیں زیادہ اُن کی ذات و صفات، اقوال و افعال اور اخلاق و عادات میں نظر آ و دلیعت ہے۔

رؤفؔ صاحب حافظ قرآن ہیں اردو فارسی میں کافی مہارت رکھتے ہیں اور انگریزی میں ایف۔ اے تک تعلیمیافتہ ہیں افسوس ہے کہ گھوڑے پر گر جانیکی افتاد اعلیٰ ڈگریوں کے حصول میں سدِّراہ ہوئی اور آپ طویل مدت تک صاحب فراش رہنے کے باعث تعلیم کی آخری منزل پر نہ پہنچ سکے۔ تقریباً بیس سال سے وطن عزیز کے ایک ہائی اسکول میں ماسٹر ہیں۔ آپ ایک مخلص استاد اور بہت کارگزار معلم ہیں بلامبالغہ امروہہ میں آپ کے سیکڑوں شاگرد ہیں جو آپکی مخلصانہ سعی تعلیم سے کامیاب ہوچکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔

شاعری میں تلمذ ۱۹۱۵ء میں بحالت قیام نگینہ حضرت جگر مرادآبادی بھی حسن اتفاق سے نگینہ تشریف لائے اور وہیں فروکش ہوئے جہاں رؤفؔ صاحب مقیم تھے میز پر دیوان حافظ رکھا ہوا تھا جسکی پشت پر رؤفؔ صاحب کی سب سے پہلی غزل لکھی ہوئی تھی جگر صاحب اٹھاکر پڑھنے لگے۔ یہی غزل باہمی تعارف کا ذریعہ ہوئی۔ چنانچہ مشہور مشاعرہ کیلئے جگر صاحب نے رؤفؔ صاحب سے باصرار غزل کہوائی اور خود بطیب خاطر اُس پر اصلاح فرمائی۔ لیکن پھر کبھی

اُن سے اصلاح لینے کا موقعہ نہیں ملا۔ البتہ دو ایک مرتبہ گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ کے اُستاد فارسی جناب لاؔ اُبالی مرحوم سے مشورہ لیا مگر اُنکی خشکل پسند یا لا اُبالی طبیعت اس راہ میں حائل ہوئی اور پھر کسی کو غزل نہ دکھائی۔ لیکن اپنے فطری ذوق کی بنا پر مشق سخن برابر جاری رہی اور بدستور جاری ہے۔ اہم تعلیمی خدمات میں مصروف رہنے کے باوجود شہر کے بیشتر مشاعروں میں شرکت کرتے اور اپنے کلام سے اہلِ ذوق کو محظوظ فرماتے ہیں آپ جس سادگی سے غزل کہتے ہیں اُسی سادگی سے پڑھتے بھی ہیں۔ نہایت غیر متعصب۔ صاف دل۔ ملنسار منکسر مزاج اور متواضع شخص ہیں ہر جماعت اور ہر طبقہ کے افراد سے آپکے مخلصانہ و بے غرضانہ تعلقات و روابط قائم ہیں اپنے ذوق نعت سرائی کی بنا پر تقریباً تیرہ چودہ برس سے اپنے مکان پر ہر جمعہ کو جلسۂ نعت خوانی منعقد کرتے ہیں۔ شہر کے بہت سے نعت خواں اور میلاد شریف پڑھنے والے آپکی نعتیہ غزلیں پڑھتے ہیں۔ جرائد و رسائل میں کلام چھپوانیکی طرف آپ کی توجہ نہیں ہے راقم سطور فقیر اُفق کاظمی سے آپکے مخلصانہ روابط ابتدائے شعور سے قائم ہیں۔ اسی جذبۂ اخلاص اور قلبی تعلق کی بنا پر آپنے اپنا تمام کلام ترتیب دینے کی غرض سے میرے سپرد کر دیا۔ ہر چند کہ میں اس خدمت کا اہل نہیں ہوں لیکن آپنے میری ناچیز مگر مخلصانہ مشورہ و ترتیب کو بنظر استحسان قبول فرما کر کلام نعت و مناقب کا مجموعہ علیحدہ اور کلام مجاز کا گلدستہ علیحدہ رکھا۔ اُمید ہے کہ "نخلستانِ محامد" محاسن طباعت سے آراستہ ہوکر عاشقانِ نعت سرورِ کائنات علیہ التحیات و التسلیم کیلئے رُوح پرور اور سرور افزا ثابت ہوگا والسلام

دائرۃ الافق۔ کٹکوئی امروہہ | فقیر اُفق کاظمی عفرلہ | شوال ۱۳۵۸ھ

قطعات تاریخ طبع

(۱)

سبحان اللہ ماشاء اللہ — شد چہ شگفتہ باغ مقاصد
یعنی رؤف شاعر غرّا — حافظِ قرآن عابد و زاہد
کرد رقم در نعت و مناقب — وہ چہ غزلہا و چہ قصائد
چاپ شدہ مجموعۂ زیبا — پاک و صاف از گردِ مفاسد
بہر مدہوشانِ محبت — نخلِ خزاں آمد چہ مساعد
گفت افق تاریخ طبعش — "نخلۂ بے مثل محامد"

۱۹ ۴۰ ء

(۲)

خوب کلام نعتیہ کلکِ رؤف نے لکھا — ذوقِ حلاوت اسکا ہے غیرتِ شربتِ نبات
فکرِ سنین طبع ہے ختم کو جو اسکی اے افق — لکھدو بسالِ عیسوی "نعتِ رسولِ پاک ذات"

۱۹ ۴۰ ء

(۳)

واہ کیا کہنا ہے کیا لکھا ہے پاکیزہ کلام — مرحبا اے نعت گو شاعر رؤف خوش نصیب
فکرِ سالِ طبع ہے ختم کو جو ہجری میں افق — کہدو "اک گلدستۂ نعت و مناقب ہے عجیب"

۱۳ ۵۹ ھ

فقیر افق کاظمی
دائرۃ الافق امروہہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے کہ ہر شے میں تیرا جلوا ہے
اے کہ ہر چشم تجھ سے بینا ہے

تو ہی معبودِ لاشریک لہٗ
تو ہی مقصودِ دیر و کعبا ہے

خواب میں بھی تجھے نہیں دیکھا
تجھ پہ لیکن زمانہ شیدا ہے

بیقراروں کو ہے تجھی سے قرار
بے سہاروں کا تو سہارا ہے

میرا آرام میرے دل کا چین
میری حسرت مری تمنا ہے

کوئی شے بن ترے نہیں موجود
اور ہر شے سے تو مبرا ہے

آنکھ وہ ہے جو ڈھونڈھتی ہے تجھے
سر وہ ہے جس میں تیرا سودا ہے

بادشاہا ترے اشاروں پر
کوئی مرتا ہے کوئی جیتا ہے

کوئی مفلس ہے کوئی ہے منعم
کوئی بیمار کوئی اچھا ہے

شاد ہے کوئی اور کوئی ناشاد
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے

ہے یہی وضعِ گلشنِ دوراں
جو سمجھتا ہے وہ سمجھتا ہے

آسمان و زمیں مہ و خورشید
جو بھی صنعت ہے تیری یکتا ہے

تیری قدرت پہ غور کرنے کو
عقلِ انساں کی چیز ہی کیا ہے

بیضۂ مرغ میں بغیرِ ہوا
تو ہی تو جان ڈال دیتا ہے

گو ہوا پر ہے زندگی کا مدار
زندہ تو بے ہوا بھی رکھتا ہے

تو مشیت میں اپنی ہے مختار
جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے

تجھ کو اسباب کی نہیں حاجت
تو مسبّبِ ہر اک سبب کا ہے

تو ولادت سے پہلے بچے کی
رزق کا انتظام کرتا ہے

ماں کے پستاں میں دودھ پہنچانا
تیری شفقت کا اک نمونہ ہے

پھر توکل ہو مثلِ طفل اگر
وہی سامان پھر مہیا ہے

ہم ہی لائق ترے کرم کے نہیں
ورنہ تیرے یہاں کمی کیا ہے

میری آنکھوں میں روشنی تیری
میرے دل میں سرور تیرا ہے

روشنی و سرور کیا معنے — آنکھ بھی تیری دل بھی تیرا ہے
صرف کہنے کو ہے مری ہستی — ورنہ سارا وجود تیرا ہے
میری شانیں ہیں تیرے جلوے ہیں — میں نہیں تو ہی تو سراپا ہے
جسم میں جان جان میں ایماں — کیا ٹھکانا ترے کرم کا ہے
لاکھ خود سے تجھے جدا سمجھوں — تو مگر میرے ساتھ رہتا ہے
میرا ہر حال میں شریک ہے تو — میرا تیرا عجیب رشتا ہے
تو نے بھیجے ہیں اپنے پیغمبر — جب ہمارا شعور بھٹکا ہے
ختم پر تو یہ انتہا کردی — سرورِ انبیا کو بھیجا ہے
جن کی امت کا ایک اک عالم — مثلِ موسےٰؑ ہے مثلِ عیسےٰؑ ہے
تجھ سے مشفق کو میں نہ یاد کروں — کیسا پتھر مرا کلیجا ہے
سر سے پا تک گنہگار ہوں میں — اور تو عفو کرنے والا ہے
اپنے الطاف پر نظر فرما — میرے عصیاں کا دیکھنا کیا ہے
تجھ کو روزِ الست دیکھا تھا — خواب سا کچھ نظر میں پھرتا ہے
یاد آتی ہے تیری رہ رہ کر — کوئی سینہ میں دل کو ملتا ہے
کس جگہ تجھ کو ڈھونڈنے جاؤں — تیری فرقت میں دل تڑپتا ہے

میرے دل میں ہے میری آنکھوں میں
اور مجھ سے ہی تیرا پردا ہے
اُس طرف تو ہے اِس طرف پیارے
میری بیتابیوں کی دنیا ہے
تو جو کہتا ہے ہر طرف ہوں میں
ذرہ ذرہ پہ تیرا دھوکا ہے
کاش چشمِ یقیں کھلی ہوتی
دل میں کانٹا یہی کھٹکتا ہے
تو بنا دے تو کام بن جائیں
تیرے نزدیک بات ہی کیا ہے
کر چکا تجھ سے عرضِ حال رؔءُوف
منتظر اب ترے کرم کا ہے

صبا اٹکھیلیاں کر آج موقع ہے مسرت کا — یہ دن ہے حضرت ختم الرسالت کی ولادت کا
گلستانِ عرب میں آج وہ گل کھلنے والا ہے — کہ اک عالم نظر آئیگا شیدا جسکی نکہت کا
دکھایا جائیگا اس طرح حسنِ شانِ یکتائی — کہ سایہ تک نہ ہوگا اس گلِ رعنا کے قامت کا
اگر زلفِ معنبر کا بنے گا کوئی دیوانہ — تو پروانہ بنے گا کوئی اس شمعِ ہدایت کا
کوئی قربان ہو جائیگا صورت دیکھکر اسکی — کوئی عاشق نظر آئیگا اسکے حسنِ سیرت کا
لگا ہوگا رسیلی آنکھ میں مازاغ کا سرمہ — سرِ اقدس پہ ہوگا تاج امت کی شفاعت کا
وہ پھیلے گی جہاں میں روشنی مہرِ رسالت کی — کہ دنیا سے اثر کافور ہوگا کفر و ظلمت کا
اشارہ سے وہ دو ٹکڑے کرینگے ماہِ کامل کے — جمائیں گے وہ سکہ اس طرح اپنی حکومت کا
اگر مہرِ درخشاں سے کہیں گے عود کرنے کو — تو فوراً لوٹ کر دیگا ثبوت اپنی اطاعت کا
یہ ہوگا رنگِ عالم آپ کی تنظیم محکم سے — کہ شیرازہ بکھر جائیگا ہر اک دین و ملت کا
سلاطینِ جہاں کے سر جھکیں گے سامنے ان کے — یہ ہوگا رعب سرکارِ دو عالم کی حکومت کا
شجر تک سرنگوں ہو جائیں گے تعظیم کو اسکی — حجر کلمہ پڑھیں گے اس شہِ دیں کی رسالت کا
دیا جائیگا سارا اختیار اس شاہِ والا کو — بنایا جائیگا مالک انھیں دوزخ کا جنت کا
قیامت میں کہیں گے نفسی نفسی انبیا سارے — مگر ان کی زباں پر ذکر ہوگا اپنی امت کا
ذرا سی دیر میں کایا پلٹ جائے گی عالم کی — قیامت کا تو دن ہوگا ہی تم جانو قیامت کا

کھڑے ہو کر خدا کے سامنے آنسو بہائیں گے
خیال آجائے گا جس وقت اُن کو اپنی امت کا

صفت اُس صاحبِ لولاک کی ممکن نہیں ہم سے
خدا خود مدح خواں ہے جس کی صورت جس کی سیرت کا

حقیقت میں وہی ہیں باعثِ ایجادِ عالم بھی
انھیں پر خاتمہ بھی ہے نبوت کا رسالت کا

گر اے بادِ صبا اُن کے حریمِ ناز تک پہنچے
تو کرنا عرض اک پیغام اس ناکامِ حسرت کا

کہ اے ختم الرسل مقصودِ سبحان الذی اسریٰ
لقب ہے رحمۃ للعالمیں قرآں میں حضرت کا

دُرِ ذوقِ خستہ جاں کو بھی مدینہ میں بُلا لیجئے
یہاں دم ہے لبوں پر آپ کے بیمارِ فرقت کا

مجاہد

کیا وصف لکھوں سیدِ ابرار تمہارا
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمہارا

واللیل ہے یا زلفِ معنبر کا سراپا
والشمس کی تفسیر ہے رخسار تمہارا

بیمار رہے وہ جس نے نہ کی تم سے محبت
اچھا ہے جو دنیا میں ہو بیمار تمہارا

موسیٰؑ ہوئے اللہ کے دیدار کے طالب
اللہ ہوا طالبِ دیدار تمہارا

تقصیر، خطا، بھول تو عادت ہے ہماری
اور عفو و کرم کام ہے سرکار تمہارا

ہو عمر بسر سوزِ محبت میں تمہارے
مدفن کو ملے سایۂ دیوار تمہارا

دنیا میں ہر اک بیکس و بے یار کے تم ہو
عقبیٰ میں ہر اک بیکس و بے یار تمہارا

اے اہلِ خطا دامنِ سرکار پکڑ لو
ہو جائیگا حق آپ طرفدار تمہارا

محشر میں بھلا کون خبر لے گا ہماری
ہے کس کا سہارا ہمیں سرکار تمہارا

اللہ کی ہر چیز ہے قبضہ میں تمہارے
ہے کس کا لقب احمدِ مختار تمہارا

پھر جائیں کبھی اُمتِ ناشاد کے دن بھی
اے کاش جلاتے ہیں کردار تمہارا

دنیا میں اگر ہے تو تمنا ہے تمہاری
عقبیٰ میں ہے ارمان تو سرکار تمہارا

مولیٰ ہو مددگار رہو آقا ہو تم اسکے
بندہ ہے ذوقِ جگر افگار تمہارا

میں نہ جنت کا ہوں شیدائی نہ طالب حور کا
یارسول اللہ بس اک جلوہ رُخِ پُر نور کا

اے دو عالم کے اُجالے صدقہ اپنے نور کا
یہ دلِ تاریک بھی بن جائے منظر طور کا

اُس کی آنکھیں ہی نہیں جس کو نظر آتا نہیں
ورنہ ہر ذرے میں ہے جلوہ تمہارے نور کا

جی نہ سکتے ہم تو مرتے ہی تمہارے سامنے
کوئی تو ارماں نکل جاتا دلِ رنجور کا

دل کے آئینہ میں ہو اُس جانِ عالم کا جمال
آنکھ میں پھرتا ہو نقشہ روضۂ پُرنور کا

ماہِ کامل میں تمہارے عکسِ رُخ کی ہے جھلک
مہرِ تاباں کیا ہے اک پرتو تمہارے نور کا

اب زبانِ ناتواں میں تابِ گویائی کہاں
دیکھ لو خود حالِ دل اس بیکس و مجبور کا

قیامت میں تشریف جب لائیے گا
ہماری شفاعت بھی فرمائیے گا
ہماری خطاؤں پہ کیا جائیے گا
نظر اپنی رحمت پہ فرمائیے گا
کریں گے کرم آپ جب دوسروں پر
ہمیں کب فراموش فرمائیے گا

کھڑے ہونگے ہم بھی یہیں اکطرف کو
ہمیں بھی ذرا دیکھتے آئیے گا
ہزاروں کو غم سے چھڑانا پڑیگا
ہماری بھی بگڑی بنا جائیے گا
وہاں تو کچھ انداز ہی اور ہونگے
نہ معلوم کس ناز سے آئیے گا

ہر اک کی نظر آپ پر ہی پڑے گی
بس اک آپ ہی سب کے کام آئیے گا
جہاں سے صدا آئے گی یا محمدؐ
وہیں آپ تکلیف فرمائیے گا
کہیں تو بلانے کی ہوگی ضرورت
کہیں بے بلائے چلے جائیے گا

دمِ واپسیں میری بالیں پہ آقا
ذرا آپ تکلیف فرمائیے گا
یقیں ہے مجھے آپ کی شفقتوں سے
بلانے سے پہلے ہی آجائیے گا
مجھے خوب معلوم ہے خوئے اقدس
مرا غم گوارا نہ فرمائیے گا
بہشت بریں کو چلے جب سواری
غلاموں کو بھی ساتھ لے جائیے گا
اسی آستاں کا ہوں میں بھی بھکاری
مرے حال پر بھی ترس کھائیے گا
زمانہ کو حضرت مدینہ بلایا
ہمیں بھی کبھی یاد فرمائیے گا
دکھائیں گے جس وقت وہ اپنی صورت
روئن اُن پہ قربان ہو جائیے گا

آنکھوں کو آج ہجر کے غم سے چھڑاؤنگا — صحرائے دل میں شہرِ مدینہ بساؤنگا
خلوتکدہ بناؤں گا اک وسطِ شہر میں — گلہائے آرزو سے پھر اسکو سجاؤنگا
پلکوں سے اپنی جھاڑ کے فرشِ حریمِ ناز — اک سمت تختِ ختمِ رسالت بچھاؤنگا
اُس تختِ نازنیں پہ بصد جاہ و احتشام — عالم کے تاجدار کو لاکر بٹھاؤنگا
پھر رکھ کے پائے ناز پہ اُن کے سرِ نیاز — سوتے ہوئے نصیب کو اپنے جگاؤنگا
اک نذر پیش کر کے درود و سلام کی — سرکارِ دو جہاں کو مخاطب بناؤنگا
یوں دست بستہ عرض کرونگا کہ یا حضورؐ — کب تک غمِ فراق کے صدمے اٹھاؤنگا
تم ایک بار آکے اگر مجھ کو دیکھ لو — واللہ ساری عمر کے غم بھول جاؤنگا
تم تو حریمِ دل سے اُدھر اُٹھ کے جاؤ گے — اور میں نہ جانے ہوش میں کب تک نہ آؤنگا

دل دینا جانتا تھا یہ کیا جانتا تھا میں
جب کھو چکوں گا آپ کو تب تم کو پاؤں گا
بس مجھ کو یہ خیال ستاتا ہے ہر گھڑی
کل روزِ حشر آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا
اک روز اے رؤف اگر زندگی رہی
تجھ کو بہارِ گلشنِ طیبہ دکھاؤں گا

بنا دو تم اگر کاشانہ دل کا
تو بن جائے چمن ویرانہ دل کا
کروں کیا پیش اے نازِ رسالت
ترے قابل نہیں نذرانہ دل کا

کہوں اس سے جو ہو ناواقفِ راز
سناؤں کیا تمہیں افسانہ دل کا
خدا کے واسطے جلدی خبر لو
بس اب لبریز ہے پیمانہ دل کا
اگر چشمِ کرم کر دے اشارہ
تو کعبہ ہو ابھی بت خانہ دل کا
مرے ساقی مئے الفت سے تیری
کبھی خالی نہ ہو پیمانہ دل کا
ترقی پر رہے سوزِ محبت
الٰہی زخم ہو اچھا نہ دل کا
کب الجھی شاہدِ مقصود کی زلف
شکستہ ہو چکا جب شانہ دل کا

مزے لیتا رہے دل چپکے چپکے
کسی پر راز ہو افشا نہ دل کا
ہوا ہے جب سے دل مسکن تمہارا
ذوقِ زار ہے دیوانہ دل کا

سینہ میں کہوں کیا اے ہمدم کون آگ لگائے جاتا ہے
اک گل کی جدائی کا غم ہے جو مجھ کو کھائے جاتا ہے
وہ ایسا دُھن کا پکا ہے لاکھوں تکلیفیں سہہ سہہ کر
دُنیا کو اپنے مالک کا پیغام سنائے جاتا ہے
جب داغ جگر کے جلتے ہیں آنکھوں سے اشک اُبلتے ہیں
آ آ کے خیال مدینہ کا دل کو تڑپائے جاتا ہے
ہر کام کو اپنے یا مولیٰ دُنیا کا ہو یا عقبےٰ کا
میں ہوں کہ بگاڑے جاتا ہوں تو ہے کہ بنائے جاتا ہے
اشکوں سے دامن تر کر کے حسرت سے آہیں بھر بھر کے
اُٹھنے والا محفل سے تری کچھ یاد دلائے جاتا ہے
دیکھی بھی آپ نے یا حضرت اس چرخِ ستمگر کی فطرت
میں کچھ بھی نہیں کہتا پھر بھی کم بخت ستائے جاتا ہے
ہو شب کا سماں یا وقتِ سحر دیکھا تجھے روتے آٹھ پہر
کیا غم ہے ذوقؔ بتا تو سہی کیوں اشک بہائے جاتا ہے

[illegible] نامہ

چشمِ گریاں اُنھیں اس طرح منایا ہوتا
تو نے اشکوں کی جگہ خون بہایا ہوتا

وہ ترس کھا کے مدینے مجھے بلوا لیتے
قاصد اس طرح مرا حال سنایا ہوتا

دیکھتی چشمِ فلک اس کو زمیں پر پامال
کیسے ممکن تھا کہ سرکار کا سایہ ہوتا

واسطہ سرورِ کونین کا اے غیرتِ حق
ہم پہ اغیار کو اتنا نہ ہنسایا ہوتا

میرے مولا مجھے آنکھیں جو عنایت کی تھیں
اپنے محبوب کا روضہ بھی دکھایا ہوتا

ٹھوکریں کھاتے ہوئے ہم بھی پہنچ ہی جاتے
کاش اگر آپ نے ہم کو بھی بلایا ہوتا

آپ کے رُخ پہ فدا حسرت و ارماں دونوں
اس کے ویرانۂ دل کو بھی بسایا ہوتا

مِرے نبی پر نہ پوچھ ہمدم تھا مہربان ذوالجلال کیسا
دیئے تھے اصحاب اُن کو ایسے کہ جان حاضر تھی مال کیسا

زمین دیں آسمان دیدیں وہ بے طلب دو جہان دیدیں
تم اُن کی توہین کر رہے ہو خیالِ ردِّ سوال کیسا

اگرچہ او جھل ہیں وہ نظر سے مگر ہیں ہر وقت پاس میرے
یقین رکھتا ہوں اس کا دل سے گمان کیسا خیال کیسا

گلوں نے پائی ہے اُن سے خوشبو ہیں اُنکے جلوے چمن میں ہر سو
جھلک ہے ادنیٰ سی اُنکے رخ کی یہ بدر کیا یہ ہلال کیسا

وہ عرشِ اعظم پہ جا رہے ہیں جہاں کو غم سے چھڑا رہے ہیں
حجر کو کلمہ پڑھا رہے ہیں وہ کر رہے ہیں کمال کیسا

جو دشمنوں کو گلے لگائیں پیام لاتقنطوا سنائیں
جہاں کرم کی یہ بارشیں ہوں بھلا وہاں عرضِ حال کیسا

تمہیں سے دن ہیں تمہیں سے راتیں تمہاری باتیں خدا کی باتیں
خدا سے ملنے کا راستہ ہے تمہاری زلفوں کا جال کیسا

غلام نادم ہیں کیا بتائیں تمہیں یہ کیا خاک منہ دکھائیں
جو تم نے سینچا تھا خونِ دل سے چمن ہے وہ پائمال کیسا

حضور شانِ کرم دکھاتے اسے ذرا آکے دیکھ جاتے
رؤفِ بیکس پڑا ہوا ہے تمہارے غم میں نڈھال کیسا

یا نبی جان سے جو آپ پہ قرباں نہ ہوا — اس کا ایمان مکمل کسی عنواں نہ ہوا
نور جب تک نہ کیا آپ کا حق نے پیدا — ماہ روشن نہ ہوا مہر درخشاں نہ ہوا
یہ فضیلت تو فقط آپ کا حصہ تھا حضور — اور تو کوئی سرِ عرش خراماں نہ ہوا
آپ کے لطف سے لاکھوں نے مدینہ دیکھا — اور میرے لئے اب تک کوئی ساماں نہ ہوا
اُن کے در پر مجھے لیجا کے کھڑا کر دیتی — تجھ سے اتنا بھی تو اے گردشِ دوراں نہ ہوا
اُن کا دامن کسی حالت میں نہ چھوٹا جس نے — وہ کسی کا بھی تو شرمندۂ احساں نہ ہوا
کیسے عاشق ہوئے حضرت کے اویس قرنی — اور مکہ میں ابو جہل مسلماں نہ ہوا
جسکی تقدیر میں تھی دولتِ دیں اسکو ملی — جسکی قسمت میں نہ تھا صاحبِ ایماں نہ ہوا
آج تک روئے منور کی زیارت نہ ہوئی — ہائے اس درد کا میرے کوئی درماں نہ ہوا

میں تو سرکار کی صورت ہی کا دیوانہ ہوں
میرا مقصود کبھی روضۂ رضواں نہ ہوا
عہد حاضر ہی پہ موقوف نہیں ہے یہ ذوق
اُن کا ثانی تو کسی دور کا انساں نہ ہوا

مرحبا آج کی شب صل علیٰ آج کی رات
وصل محبوب ہے منظور خدا آج کی رات

دل عشاق کو دیوانہ بنا رکھا ہے
کیسی اٹکھیلیاں کرتی ہے صبا آج کی رات

حکم جبریل کو ہوتا ہے کہ لے جاؤ براق
لاؤ احمدؐ کو سرِ عرشِ عُلا آج کی رات

انبیا اور ملائک کو دکھانے ہیں ہمیں   اپنے محبوب کے انداز و ادا آج کی رات
وہ کرم ہوگا کسی نے جو نہ دیکھا نہ سنا   وعدے جتنے بھی ہیں سب ہوں گے وفا آج کی رات
آنکھ صدقہ میں جو مانگو گے وہ مل جائیگا   عاصیو ہاتھ اٹھاؤ تو ذرا آج کی رات

آج کی رات کے قصہ کو کوئی کیا جانے
بس وہ جانے کہ جسے وصل ہوا آج کی رات

کوئی نعمت نہ تھی جو حق نے نہ بخشی اُن کو
کوئی اقرار نہ تھا جو نہ ہوا آج کی رات

مختصر یہ ہے کہ خالق نے محمدؐ کو شرف
جو کسی کو نہ دیا تھا وہ دیا آج کی رات

ایضاً

اٹھا رخِ محبوب سے پردا شبِ معراج — دیکھا نگہِ شوق نے کیا کیا شبِ معراج
جھکی نظرِ برق تجلی کے مقابل — آنکھوں میں تھا مازاغ کا سرمہ شبِ معراج
جتنا بھی تجھے ناز ہو اے عرش بجا ہے — چمکا تری قسمت کا ستارا شبِ معراج

مل مل کے کفِ پائے مبارک سے پروں کو
جبریلؑ نے حضرتؐ کو جگایا شبِ معراج
رضواں کو ہوا حکم کہ جنت کو سنوارے
گلگشت کرینگے شہِ بطحیٰ شبِ معراج
حضرتؐ نے جو اللہ سے مانگا وہی پایا
کس جوش پہ دریائے کرم تھا شبِ معراج

غلماں بھی لو خدمت کے لئے خلدِ بریں بھی — محبوب کی زلفوں کا ہی سودا شبِ معراج
کی مسجدِ اقصیٰ میں رسولوں کی امامت — دیکھا شہِ کونین کا رتبہ شبِ معراج

معراج کا مصداق بنا سجدۂ مومن
تھا یہ بھی رہِ مومن ان کا ہی صدقا شبِ معراج

جو ہو جائے تمہارا یا محمدؐ
وہ ہو خالق کا پیارا یا محمدؐ
دیا فوراً سہارا یا محمدؐ
تمہیں جس نے پکارا یا محمدؐ
نگاہِ لطف سے چشمِ کرم سے
اِدھر بھی اک اشارا یا محمدؐ
ہیں پھیلائے ہوئے دامن کو ہم بھی
ہمیں بھی کچھ خدارا یا محمدؐ
چمک جائے تمہارے عکسِ رُخ سے
مری قسمت کا تارا یا محمدؐ
یتیموں بیکسوں کے دل کی طاقت
غریبوں کا سہارا یا محمدؐ
اگر مل جائے کچھ خوانِ کرم سے
تو ہو جائے گذارا یا محمدؐ
دُرِ دُنِ ذار کو بھی کوئی ٹکڑا   سگِ درہے تمہارا یا محمدؐ

ہے گردش میں اپنا ستارا محمدؐ — میں صدقے ذرا اِک اشارا محمدؐ

ہیں ہم سے تو سرکار لاکھوں تمہارے — نہیں کوئی تم سا ہمارا محمدؐ

نہیں گو تمہیں منہ دکھانے کے قابل — مگر ہوں تو آخر تمہارا محمدؐ

وہیں آکے کشتی کنارے لگا دی — جہاں ڈوبتوں نے پکارا محمدؐ

تنِ زار سے روح رخصت ہو خوش خوش — دمِ واپسیں اک نظارا محمدؐ

تمہیں کیا کروں اپنی بپتی سنا کر — ہے تم پر تو سب آشکارا محمدؐ

ذرا چاند سی اپنی صورت دکھا دو — مجھے دردِ فرقت نے مارا محمدؐ

رہے جوشِ ایمانِ صدیقِ اکبرؓ — کہ جو کچھ تھا سب تم پہ وارا محمدؐ

بھکاری ہوں داتا مجھے بھیک دیدو — رہے بول بالا تمہارا محمدؐ

کرم آپکے حد سے افزوں ہیں لیکن — ہے کوتاہ دامن ہمارا محمدؐ

جو کام اپنے ہاتھوں سے ہم نے بگاڑا — تمہارے کرم نے سنوارا محمدؐ

رؤفؔ اُسکے غم پر خوشی میری قرباں
ہو مشکل میں جس کا سہارا محمدؐ

رہے دل میں شوقِ لقائے محمدؐ
یہ آنکھیں ہوں اور خاکِ پائے محمدؐ

زہے قامتِ دل رُبائے محمدؐ
خَہے صورتِ حق نمائے محمدؐ

وہی نور ہے ذرّہ ذرّہ میں پنہاں
نہیں کچھ جہاں میں سوائے محمدؐ

معطر ہیں اُسکی مہک سے دو عالم
زہے نکہتِ جاں فزائے محمدؐ

یہ دل اور اُن کی محبت کے جلوے
یہ سر اور تیغِ ادائے محمدؐ

گنہ گار سب اُن کا دامن پکڑ لیں
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

اگر کوئی خواہش کرے وصلِ حق کی
تو ہو جائے وہ مبتلائے محمدؐ

بچھا دوں وہیں فرشِ آنکھوں کا اپنی
جہاں دیکھ لوں نقشِ پائے محمد

گنہ گار ہوں بخش دے میرے عصیاں
الٰہی بحق دعائے محمدؐ

دُرِّ صفا کیش سے کچھ نہ کہنا
یہ شوریدہ سر ہے گدائے محمدؐ

دیتے ہیں جو مرادِ دل صورتِ حال دیکھ کر
دیکھئے کیا عطا کریں دستِ سوال دیکھ کر

سنبلِ تر ہے منفعل زلف کے بال دیکھ کر
مشکِ تتار ہے خجل نقطۂ خال دیکھ کر

پاتے ہی حکم آپ کا مہر کو لوٹنا پڑا
سینۂ ماہ شق ہوا شانِ جلال دیکھ کر

طائرِ دل کی بےکسی بڑھ گئی حد سے یا نبیؐ
چھوڑ گئے ہیں ہمنوا بے پر و بال دیکھ کر

جلوۂ حق ہیں سر بسر کیسے کہوں انھیں بشر
خیرہ ہے عقل کی نظر ان کا کمال دیکھ کر

نزع کے وقت یا نبی دل کی ہے آرزو یہی
بند ہو چشمِ منتظر شمع جمال دیکھ کر

سایہ بھی سروِ ناز کو جن کے دیا گیا نہ ہو
کوئی کہاں سے لائے گا اُن کی مثال دیکھ کر

رُخ پہ کسی نے جان دی قد پہ کوئی نثار ہے
ہوش کسی کے اُڑ گئے حسن خصال دیکھ کر

کہنا صبا جو گذرے درِ یار کی طرف
بس اک نگاہِ لطف ہو بیمار کی طرف
کُل انبیا ہیں حشر کے میدان میں مگر
سب کی نظر ہے احمدِ مختار کی طرف
محشر میں اُن کی شانِ کریمی کو دیکھنا
آئیں گے ایک ایک گنہ گار کی طرف
اک مشتِ خاک ہوں مجھے لِلّٰہ اے صبا
لے چل اُڑا کے کوچۂ دلدار کی طرف
جائے گی رُوح سیدھی مدینے کو بعدِ مرگ
رُخ ہو گا عندلیب کا گلزار کی طرف
کِھنچ کِھنچ کے حاجیوں کا مدینے سے لوٹنا
پھر پھر کے دیکھنا در و دیوار کی طرف
آپ اپنے آستانۂ عالی کو دیکھئے
کیا دیکھنا دُرِّ سیہ کار کی طرف

نظم عابد

یہ دیکھا چاند کے دو ہو گئے اک دم ستاروں میں
نہ جانے کر گئی انگشت کیا اُنکی اشاروں میں

جلیں گے شمع بن کر وہ فدائے عشقِ پیغمبر
انھیں کی روشنی ہو گی پسِ مُردن مزاروں میں

جہاں ہوتا ہے دیوانہ کوئی روئے محمدؐ کا
نظر جا کر ٹھہرتی ہے وہیں لاکھوں ہزاروں میں

ابوبکرؓ و عمرؓ حضرت سے ایسا عشق رکھتے تھے
کہ دونوں آج تک پہلوئے دلبر میں مزاروں میں

علیؓ بستر پہ ہیں صدیقؓ پہلو میں شبِ ہجرت
نہ جانے کس قیامت کی رفاقت تھی اُنکے یاروں میں

الٰہی تیری رحمت کی گھٹا چھائی رہے اُن پر
یہ قدسی چین سے سوتے رہیں اپنے مزاروں میں

ہزاروں پھول ایماں پہ جان کو قربان کرتے ہیں
نزاکت ہے کچھ ایسی گلشنِ طیبہ کے خاروں میں

محمدؐ انبیاء میں شان سرکارِ دو عالم کی
فلک پہ جلوہ گر ہوتا ہے جیسے چاند تاروں میں

پھرے جو اُن کے در سے در بدر مارے پھرے ہر دم
ہوئے جو اُن کے دیوانے رہے وہ ہوشیاروں میں
رفیقِ زار خادم ہے نبیؐ کے جاں نثاروں کا
الٰہی حشر ہو اس کا نبیؐ کے جاں نثاروں میں

تمہارے حُسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

حسین سیکڑوں دیکھے جہان میں لیکن — تمہارے آئینۂ رُخ کی آب و تاب نہیں
تمہاری یاد نہ آتی ہو جس میں رہ رہ کر — وہ زندگی تو کسی طرح کامیاب نہیں
کرم کا آپ کے بندہ نواز کیا کہنا — عتاب پر بھی کیا غور تو عتاب نہیں
حضورؐ ہی کا کرم ہو تو بات بن جائے — وگرنہ میرے گناہوں کا کچھ حساب نہیں

یہ ماہتاب بھلا کیا مقابلہ کرتا
اسے تو ایک اشارہ کی اُن کے تاب نہیں

نہیں جو تیغِ محبت کا آپ کی گھایل — وہ بارگاہِ الٰہی میں باریاب نہیں
جو اُن کی آل و صحابہؓ سے رغم رکھتا ہے — وہ بزم گاہِ رسالت سے فیضیاب نہیں
جو اولیاء کی کرامت کا ہو گیا منکر — وہ اہلِ بیت و صحابہؓ کے ہم رکاب نہیں
رکھا ولیاؤں سے عقیدت ہو خلافِ نبی کے — اُدھر عذاب نہیں ہے ادھر ثواب نہیں

نبیؐ کے چاہنے والوں ہی سے تبرا ہو
رؤف یہ تو تولا ہے بو تراب نہیں

نہیں درد کوئی جہان میں کہ درود جس کی دوا نہیں
یہ سنا ہے در سے رسول کے کوئی نامراد پھرا نہیں

وہ کریم ہیں وہ قسیم ہیں وہ رؤف ہیں وہ رحیم ہیں
مگر اُن کے سامنے اے صبا مرا ذکر تو نے کیا نہیں

گئے حق سے ملنے شہ ہُدا یہ ہوئی کمال کی انتہا
دیا حق نے اُن کو وہ مرتبا جو کبھی کسیکو ملا نہیں

اگر اُن کا جلوہ دید ہے اُسی دن سمجھ لو کہ عید ہے
فقط اُن سے ملنے کی رات ہے شبِ قدر اِسکے سوا نہیں

مرا حشر آپ کے ساتھ ہو مرا نشر آپ کے ساتھ ہو
بجز اس کے اور دؔف کی کوئی آرزو بخدا نہیں

تمہاری یاد سے ناشاد دِل کو شاد کرتے ہیں
ہم اِس اُجڑی ہوئی منزل کو یوں آباد کرتے ہیں
ہمارا دامنِ اُمید کوئی بھر نہیں سکتا
ہم ایسے بے کسوں کی آپ ہی امداد کرتے ہیں
نہ جانے خاطرِ نازک پہ اُن کے کیا گزرتی ہے
نکل آتے ہیں آنسو جب وہ ہم کو یاد کرتے ہیں
کچھ ایسے بن کے آئے ہیں زمانہ کے لئے حضرت
کہ وحشی جانور تک آپ سے فریاد کرتے ہیں
مُرادیں دے کے بھر دیتے ہیں دامن نامُرادوں کے
جنھیں ناشاد پاتے ہیں وہ اُن کو شاد کرتے ہیں
مجسّم ہم خطا ہیں وہ عطا سرتاپا لیکن
ہم اُن کو بھولے جاتے ہیں وہ ہم کو یاد کرتے ہیں
رؤفؔ اُن کی غلامی میں اب اتنی فکر ہے مجھ کو
کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں ہم تجھے آزاد کرتے ہیں

قطعہ مسلسل

سب دل سے سُنیں سیّدِ ابرار کی باتیں
کل حشر میں کام آئیں گی سرکار کی باتیں

اُس بزم میں آجاتے ہیں رحمت کے فرشتے
ہوتی ہیں جہاں احمدِ مختار کی باتیں

یوسفؑ کی وجاہت دمِ عیسیٰ یدِ بیضا
یہ سب ہیں اُسی شاہ کے دربار کی باتیں

شب زلفِ مُعنبر کا سراپا ہے سراسر
ہیں شمس و قمر جلوۂ رُخسار کی باتیں

کرتے ہیں وہ تسکیں کبھی دیتے ہیں دِلاسا
کِس شوق سے سُنتے ہیں گنہ گار کی باتیں

مُزمّلؐ و مُدّثرؐ اُنھیں کہہ کے پکارا
محبوب سے ہوتی ہیں عجب پیار کی باتیں

بگڑی کے بنانے کی ہے بس اک یہی صورت
کرتے رہیں ہم اپنے مددگار کی باتیں

کیا کام روحیؔ آپ کو سیاحِ جہاں سے
آؤ کریں اُس روضہ کی زوّار کی باتیں

ہجرِ نبی میں کاش اگر چشم تر کریں
ہم قطرہائے اشک کو لعل و گہر کریں

خوشبو وہاں سے آئے برابر گلاب کی — جس راہ سے وہ نازِ رسالت گزر کریں
کر دے کوئی مریضِ مدینہ کو بھی خبر — جب اس طرف سے قافلے والے گزر کریں
ہو اس طرف بھی اک نگہِ لطف یا نبیؐ — اک دن شبِ فراق کی ہم بھی سحر کریں

بادِ صبا شریک نہ ہمدرد نامہ بر
کیونکر ہم اپنے حال کی تم کو خبر کریں

آئے جو ہم کو موت تو روضہ ہو آپ کا — ہو زندگی تو آپ کے در پر بسر کریں
سچ تو یہ ہے کہ ہم کبھی عہدہ برآ نہ ہوں — شکر آپ کے کرم کا اگر عمر بھر کریں

کس دن وہ آئیں دیکھنے حالِ مریضِ غم
کب دیکھئے رؤف کے نالے اثر کریں

عشقِ احمد میں جو ہم نے داغ دل پر کھائے ہیں
صحنِ جنت سے گُلِ مقصود چُن کر لائے ہیں
منصبِ معراج، ردِ شمس ، شقِ ماہتاب
کون ہے ایسا کہ جس نے یہ مَراتِب پائے ہیں
کرلئے ہیں دم زدن میں قید کُل عالم کے دل
بال زلفوں کے اُنھوں نے جب کبھی سُلجھائے ہیں
کر خرامِ ناز اے اسلام کی بادِ بہار
ابر کفر و شرک کے ہر سمت سے گھِر آئے ہیں
دَولتِ شاہی رہی ہے اُن کے قدموں پر نثار
جو غلام اس بارگاہِ ناز کے کہلائے ہیں
چاک رکھتا ہے گریباں اپنا اُن کے ہجر میں
یہ ادا و ناز اُن کے جب سے گُل کو بھائے ہیں
کس لئے الزام غیروں پر لگاتے ہو رؤفؔ
خود تمہاری ذات نے یہ دن تمھیں دکھلائے ہیں

اللہ کی رضا ہے حضرت کی بندگی میں
اللہ جلوہ گر ہے روئے محمدؐ میں
اعجازِ عیسوی کیا اعجازِ موسوی کیا
یہ بھی مرے نبی میں وہ بھی مرے نبی میں
صدق و صفا عدالت حلم و حیا شجاعت
صدیقؓ میں عمرؓ میں عثمانؓ میں علیؓ میں
جن پر کرم ہے اُن کا وہ دیکھتے ہیں اُن کو
ہر برگ ہر شجر میں ہر گل میں ہر کلی میں
محبوبِ کبریا ہو سرخیلِ انبیا ہو
کوئی ہمیں دکھا دے یہ وصف ہے کسی میں
بگڑی مری بنا دو مُردہ ہوں میں جِلا دو
صورت ذرا دکھا دو ارمان ہے یہ جی میں
کرتا ہے یاد اُن کو جو بھی ذوق دل سے
دیتے ہیں وہ یقیناً امداد بے کسی میں

مصیبتیں آ رہی ہیں مجھ پر غم و الم کا شکار ہوں میں
نگاہ پھیری ہے جب سے تم نے فلک کی آنکھوں میں خار ہوں میں

گناہ کر کر یہ سوچ ہے اب کہ آپ کے دیکھتے ہوئے سب
کہا نہیں جاتا کچھ زباں سے کہ کس قدر شرمسار ہوں میں

نبی کے کوچہ میں زندگی ہو اُنھیں سے ہر وقت لو لگی ہو
اگر مروں بھی تو بعدِ مُردن اُسی گلی کا غبار ہوں میں

چمن کے ہر گل میں اُن کی بُو ہے صبا کو اُن کی ہی جستجو ہے
وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھ کو دیکھو چمن کی فصلِ بہار ہوں میں

نہ ہو دمِ نزع پاس کوئی مجھے نہیں اس کا غم ذرا بھی
تمہارا جلوہ نگاہ میں ہو قضا سے جب ہم کنار ہوں میں

نبی کا ہے جس کے سر میں سودا وہ شخص ہے تاجِ میر سر کا
فدا اگر تو ہے اُن کے رُخ پر رؤف تجھ پر نثار ہوں میں

رحمتِ کبریا کی باتیں ہیں
درد دَوا لو دوا کی باتیں ہیں

خضر کے رہنما کی باتیں ہیں — نوح کے ناخدا کی باتیں ہیں
جس سے حل دو جہاں کی مشکل ہو — ایسے مشکلکشا کی باتیں ہیں
پیش کرتے رہو درود و سلام — احمدِ مجتبےٰ کی باتیں ہیں
نارِ نمرود جس نے کی گلزار — ایسے رنگیں ادا کی باتیں ہیں
ہم ہی کیا وحش و طیر و جن و ملک — سب کے حاجت روا کی باتیں ہیں
انتہائے خلوص سے سُنیے — خاتم الانبیا کی باتیں ہیں
جو نہ بھولا ہمیں نہ بھولے گا — اُس سراپا وفا کی باتیں ہیں
حشر میں دیکھنا مآل اِن کا — یہ شفیع الورےٰ کی باتیں ہیں
دل ہوا جا رہا ہے بے قابو — ہائے کس دلربا کی باتیں ہیں
بیٹھنا چاہئے ادب سے یہاں — سرورِ انبیا کی باتیں ہیں

سب رسولوں کے پیشوا کا ہے وصف
شمعِ بزمِ ہُدےٰ کی باتیں ہیں

سارا قرآنِ پاک سر تا سر
نعتِ خیرالورٰے کی باتیں ہیں

کہیں صدّیقِ یارِ غار کا ذکر
کہیں شیرِ خدا کی باتیں ہیں

کہیں خوئے وفا کا ذکرِ شریف
کہیں اُن کی حیا کی باتیں ہیں

کہیں اصحابِ جان نثار کی یاد
کہیں آلِ عبا کی باتیں ہیں

بیٹھنا اُٹھنا لیٹنا سونا
اُن کی اِک اِک ادا کی باتیں ہیں

الغرض سب کا سب کلام اللہ
مدحتِ مصطفٰےؐ کی باتیں ہیں۔

مجھ سا مجبور اور اُن کا جمال
یہ تو بختِ رسا کی باتیں ہیں

سُننے والو پڑھو درود و سلام
یہ حبیبِ خدا کی باتیں ہیں

اُن کا دیدار ہے خدا کی دید
اُن کی باتیں خدا کی باتیں ہیں

کیا پسند آئے ذکرِ خلدِ بریں
کوچۂ دلربا کی باتیں ہیں

اُن کی محفل میں اور ذکرِ دگر
یہ تو بادِ صبا کی باتیں ہیں

نظم محامد

نبیؐ کا نور ہے ذرّوں میں چاند تاروں میں
اُنھیں کا حُسن ہے دنیا کے گلعذاروں میں
اُنھیں کے نور کی رونق ہے کوہساروں میں
وہی ہے جلوہ فگن باغ کی بہاروں میں

ہوائے گلشنِ طیبہ کی تازگی کے نثار
گلوں سے بڑھ کے مہک ہے جہاں کے خاروں میں

وہ ایسی مملکتِ سلطنت کے مالک ہیں
کہ خسروانِ جہاں ہیں وظیفہ خواروں میں

نہ کوئی اُن سا خطاؤں کا بخشنے والا
گناہگار نہ مجھ سا گناہ گاروں میں

کرم سے اُن کے تعجب کی کوئی بات نہیں
کہ حشر ہو مرا حضرت کے جاں نثاروں میں

صحابہؓ آپ کا جو احترام کرتے تھے
کہاں حضور سلیقہ وہ ہم گنواروں میں

ہیں جتنے سوزِ محبت کے داغ سینہ میں
چراغ بن کے جلیں گے یہی مزاروں میں
کبھی خیال نہ آیا دوئی عقبےٰ کا
اُلجھ کے رہ گئے دنیا کے خارزاروں میں

پردہ اُٹھا دو شاہِ مدینہ
جلوہ دکھا دو شاہِ مدینہ

ہستی سے ہو جاؤں واقف   گُر وہ بتا دو شاہِ مدینہ
اپنی صورت کا اس دل میں   نقش جما دو شاہِ مدینہ
کشتۂ غم سب جی اُٹھیں گے   ٹھوکر لگا دو شاہِ مدینہ
میری غفلت کیشی کو تم   دل سے بھلا دو شاہِ مدینہ

مجھ کو اپنی شانِ کرم کا
رنگ دکھا دو شاہِ مدینہ

آقا کا منصب انجام دیدو   بندہ بنا دو شاہِ مدینہ
مجھ کو جوارِ رحمت میں تم   تھوڑی سی جا دو شاہِ مدینہ

غم ہوں غلط دنیائے دُوں کے
ایسی پلا دو شاہِ مدینہ
اپنے رؤفِ خستہ جگر کی
بگڑی بنا دو شاہِ مدینہ

دل ہو تو ہوائے کاش تمنائے مدینہ
سر ہو تو ہمیشہ رہے سودائے مدینہ

ہر وقت رہے مجھ کو مدینے کا تصور
اُترے نہ کبھی نشۂ صہبائے مدینہ

اللہ جو دل دے تو مدینہ کی ہو الفت
آنکھیں ہوں تو ہو جلوۂ زیبائے مدینہ

ہے سارے زمانہ میں ترے دم کا اُجالا
صدقے ترے اے شمعِ تجلائے مدینہ

سب قیس صفت رقص ہی کرتے نظر آئیں
بے پردہ اگر ہو رخِ لیلائے مدینہ

معموری و خاموشیٔ دل کا ہو یہ نقشہ
وہ شہرِ مدینہ ہو یہ صحرائے مدینہ

جس وقت کھلیں لب تو ہے ہو ذکرِ شہ بطحا
جس سمت اُٹھے آنکھ نظر آئے مدینہ

افسوس اِن آنکھوں نے ترا جلوۂ عارض
دیکھا نہ کبھی اے گلِ رعنائے مدینہ

کیونکر ہو مداوائے دلِ زخمِ جگر افگار
یہ ہند میں آپ انجمن آرائے مدینہ

وہ دل ہے جاگزیں جس میں ہوئی اُلفت محمدؐ کی
وہ آنکھیں ہیں نظر آئی جنھیں صورت محمدؐ کی

پلٹ آتا ہے سورج چاند کے ہوتے ہیں دو ٹکڑے
جسے شک ہو وہ آ کر دیکھ لے طاقت محمدؐ کی

رُخِ روشن ہے اُن کا والضحیٰ واللیل ہیں زلفیں
غرض سارا کلام اللہ ہے مدحت محمدؐ کی

جو دیکھا رنگِ گل جلوہ نظر آیا محمدؐ کا
جو سونگھی بوئے گل ثابت ہوئی نکہت محمدؐ کی

نقابِ رخ کو اے بادِ صبا ہلکے سے سرکا دے
ترے قربان دکھلا دے ذرا صورت محمدؐ کی

الٰہی طالبِ دیدار یوں دنیا سے رخصت ہو
اِدھر ہوں بند آنکھیں ہو اُدھر رویت محمدؐ کی

جو آنکھیں دے تو اُن میں آرزوئے دیدِ احمدؐ دے
عطا دل ہو تو یارب اس میں ہو اُلفت محمدؐ کی

سما جائے کچھ ایسا آنکھ میں نقشہ محمدؐ کا
جدھر دیکھوں نظر آئے اُدھر صورت محمدؐ کی
خوشا وہ لوگ جو اپنی نظر کے سامنے رکھیں
کبھی صورت محمدؐ کی کبھی سیرت محمدؐ کی
الٰہی عرصۂ محشر میں اس کی لاج رکھ لینا
ترے محبوب کی محبوب ہے امت محمدؐ کی
رؤفِ خستہ تن کی جان ہیں اصحابؓ حضرتؐ کے
رؤفِ زار کا ایمان ہے عترت محمدؐ کی

گرم ہے حشر کا میدان رسولِ عربیؐ
مَیں ہوں اس بِھیڑ میں انجان رسولِ عربیؐ

آپ کے سامنے حاضر ہوں تو کیا منہ لے کر
ہُوں گناہوں سے پشیمان رسولِ عربیؐ

میرا مذہب ہے تصور میں تمہارے جینا
تم پہ مرنا مرا ایمان رسولِ عربیؐ

اک نظر دیکھ لیا مصحفِ رُخ کو جس نے
ہو گیا حفظ اسے قرآن رسولِ عربیؐ

میری مشکل کا مصیبت کا الم کا غم کا
آپ کے پاس ہے درمان رسولِ عربیؐ

موت کو آپ کا آغوشِ محبت پاؤں
بس اگر ہے تو یہ ارمان رسولِ عربیؐ

دیکھنا اور کسی در پہ نہ جانے دینا
ہے دڑّن آپ کا مہمان رسولِ عربیؐ

نہیں قولِ اُدنُ مِنّی کسی اور کی زبانی
یہ ہے اشتیاق اُس کا کہا جس نے لن ترانی
مرا غم بھرا فسانہ مری دُکھ بھری کہانی　　جو سنو تو مہربانی نہ سنو تو مہربانی
ترے آستاں سے اُٹھ کر پسِ مرگ بھی نہ جاؤں
ہے شہنشہی سے بڑھ کر ترے در کی پاسبانی
ہوں فدا تری رضا پر مرے دل کے سارے ارماں
ترے ذکر پر تصدق مری عمرِ جاودانی
جو زباں سے بیاں ہو جو بیاں سے عیاں ہو　　وہ نہیں مرا فسانہ وہ نہیں مری کہانی
گھڑی دو گھڑی کی خلوت ہو حضوؐر سے مُیسّر (حسرت)
مجھے اپنے دل کی باتیں نہیں غیر کو سنانی
ہو مقامِ شکر اُن پر مرے راز سب عیاں ہیں　　میں سنا رہا ہوں سب کچھ بزبانِ بے زبانی
نہ چھٹے نبیؐ کی طاعت کبھی اے رؤف دل سے
جو انھیں پسند آئے وہ ہو تیری زندگانی

رنج و محن سے کون نکالے تیری دہائی مدینہ والے
جانِ حزیں کے پڑ گئے لالے تیری دہائی مدینہ والے

موجوں میں طوفان ہے برپا آن پڑی منجدھار میں نیّا
ڈوب رہا ہوں کون سنبھالے تیری دہائی مدینہ والے

کفر کا ہے عالم میں اندھیرا جس نے ہر جانب سے گھیرا
تو ظلمتیں گھر سے ہٹا لے تیری دہائی مدینہ والے

کس کی صفت لولاک لما ہے کس کا لقب محبوبِ خدا ہے
سب سے انوکھے سب سے نرالے تیری دہائی مدینہ والے

جن و بشر تیرے شیدائی شمس و قمر تیرے سودائی
پیغمبر تیرے متوالے تیری دہائی مدینہ والے

گرم ہو جب میدانِ عدالت تیز ہو جب خورشیدِ قیامت
تو اپنی کملی میں چھپا لے تیری دہائی مدینہ والے

ذرّہ ہے رؤفؔ تجھے کس کا اب دم میں حاصل ہو گا مطلب
یہ کہہ کر کچھ اشک بہا لے تیری دہائی مدینہ والے

قطعہ

ہر لحظہ شغلِ نعتِ شہِ انس و جاں رہے
ہر وقت نام آپ کا وردِ زباں رہے
ہوتے تمہارے مائلِ حسنِ بتاں رہے
ہم تم کو منھ دکھانے کے قابل کہاں رہے

سمجھے مدینہ والے تمہیں اپنے سر کا تاج
تم جس زمیں پہ جا کے رہے آسماں رہے
دوزخ بہشت دونوں کا نقشہ دکھا دیا
چاہے یہاں رہے کوئی چاہے وہاں رہے

اُن کی عطا کا ذکر ہو اپنی خطا کا ذکر
یہ داستاں رہے کبھی وہ داستاں رہے
آئے کرم کیا مری بگڑی ہی بنا گئے
اللہ اُن کے نام کا سِکہ رَواں رہے

آنکھوں میں ہو مدینہ کا نقشہ کھنچا ہوا
اور دل میں یادِ سرورِ پیغمبراں رہے
مکّے سے سیر ہو تو مدینے چلو دؔرف
یہ آستاں رہے کبھی وہ آستاں رہے

طالبِ جنت سے کیا نسبت شہِ بطحا مجھے
اُس کو کچھ دو لیکن اپنی زلف کا سودا مجھے

آپ کی اُلفت میں دل دوں جان کو قرباں کروں
آپ کی صورت کا دیوانہ کہے دنیا مجھے

زندگی ہو جائے کیسی ہی بسر لیکن شہا
ہو دمِ آخر میسر آپ کا جلوا مجھے

رُوح قالب سے جدا ہو کر اُڑے پروانہ وار
دُور سے آئے نظر جب گنبدِ خضرا مجھے

لوگ جینے کی دُعائیں روز و شب مانگا کریں
میری حسرت ہے کہ آئے آپ پر مرنا مجھے

اپنے منھ سے میں تمہیں آقا کہے جاؤں تو کیا
بات تو جب ہے کہ تم بھی مان لو بندا مجھے

میں بہت رنجور ہوں معذور ہوں مجبور ہوں
اے صبا لِللہ لے چل جانبِ بطحا مجھے

اس سے پہلے سیکڑوں بیماریاں تھیں اے ذوقؔ
دردِ اُلفت نے کسی کے کر دیا اچھا مجھے

طیبہ کی یاد دِل میں رہ رہ کے آرہی ہے
مولیٰ تمہاری فرقت ہر دم ستارہی ہے
دیکھا ہے جب سے تم کو نرگس ہے محوِ حیرت
شبنم تمہارے غم میں آنسو بہارہی ہے
سیرت کا ہے تمہاری، قرآنِ پاک شاہد
صورت تو اور ہی کچھ نقشہ جمارہی ہے
دربار کی تمہارے تعریف کس طرح ہو
خلقت جہاں سے اپنی بگڑی بنارہی ہے
اے آسماں ستم سے دیکھ اب تو درگذر کر
کس کی صدا رہے گی کس کی صدا رہی ہے
خود تو دُرِ قمرؔ کہنا آتا نہیں مجھے کچھ
لیکن کسی کی اُلفت مجھ سے کہارہی ہے

بلاؤ طیبہ میں اب یا نبی خدا کے لئے
حسینؓ ابنِ علیؓ جانِ اولیا کے لئے

تمہارے روضۂ اقدس پہ جا کے پہنچا دے
اگر ذرا سا اشارہ بھی ہو ہوا کے لئے

اٹھائے ہاتھ اگر آپ کے وسیلہ سے
قبولیت نے قدم دوڑ کر دعا کے لئے

عطا ہوئے وہ مراتب تمہاری امت کو
کئے گئے تھے جو مخصوص انبیا کے لئے

ضرور جوش میں آئے گا اُن کا بحرِ عطا
رؤف ہاتھ اُٹھاؤ تو تم دعا کے لئے

محبت آپ کی حسرت ہے دل کی — یہی فرحت یہی راحت ہے دل کی
تمہارے عشق کا ہے داغ دل میں — یہی دولت یہی ثروت ہے دل کی
گلستانِ ارم ہے دشتِ طیبہ — مدینہ کی گلی جنت ہے دل کی
غلامی سے تمہاری ہے شرفیاب — خدا جانے بڑی نسبت ہے دل کی
تم آئے تھے ہوا تھا چین دل کو — گئے تم پھر وہی حالت ہے دل کی
تصور آپ کا پیشِ نظر ہو — دمِ آخر یہی حسرت ہے دل کی
اگر الفت نہ ہو ذکرِ نبی سے — تو سمجھو شوئیِ قسمت ہے دل کی
نگاہِ لطف سے اصلاح کر دو — بہت بگڑی ہوئی عادت ہے دل کی
قصور و حور تم بن جانِ عالم — نہ یہ حسرت نہ وہ حسرت ہے دل کی
نہ چونکا خواب سے ظالم نہ چونکا — عجب سوئی ہوئی قسمت ہے دل کی
دکھاؤں کیا تمہیں بربادیِ دل — عیاں تم پہ جو صورت ہے دل کی

ترس کھا کر کبھی تو پوچھ لیتے
رؤفِ زار کیا حالت ہے دل کی

یا رسول اللہ سن لو بندۂ ناشاد کی
دل میں اب طاقت نہیں ہے نالۂ و فریاد کی
ہائے کل محشر میں کیا صورت دکھائیں گے تمہیں
ہم تمہیں بھولے مگر تم نے ہماری یاد کی

شافعِ محشر خطا اپنی ہی آتی ہے نظر
کیا کہوں کیونکر لٹی بستی دلِ ناشاد کی
رات دن دنیا کے جھگڑے ہر گھڑی دنیا کی فکر
ہائے کس لہو و لعب میں زندگی برباد کی

جو تمہیں بھولا وہ گویا زندگی میں مر گیا
مر کے وہ زندہ ہوا جس نے تمہاری یاد کی
واہ کیا لطف و کرم ہے واہ کیا جود و عطا
یا نبیؐ ہم نے پکارا آپ نے امداد کی

اُس قدِ رعنا کی جس دن سے نظر آئی پھبن
سرو کی عزت رہی دل میں نہ کچھ شمشاد کی
گردِ روضہ کے اگر مل جائے تھوڑی سی زمیں
قبر بن جائے دلِ خانماں برباد کی

تم انیسِ بے کس و بے نوا ئیں اسیرِ دامِ بلا نبیؐ
ذرا سُن لو میری بھی التجا ہوں تمہارے در کا گدا نبیؐ

مرے پاس کوئی عمل نہیں کسی معصیت کا بدل نہیں
فقط اپنے لطف سے کیجئے مرے دردِ دل کی دوا نبیؐ

اگر آپ سے نہ کروں بیاں تو سناؤں کس کو یہ داستاں
سرِ حشر آپ کی ذات ہی ہے شفیعِ روزِ جزا نبیؐ

مرے سر پہ بارِ گناہ ہے میں ضعیف دور کی راہ ہے
ذرا دستِ لطف بڑھایئے میں گرا نبیؐ میں گرا نبیؐ

مری عمر ختم ہوئی مگر شبِ ہجر کی نہ ہوئی سحر
کبھی ہو کے سامنے جلوہ گر مرا حالِ دل نہ سنا نبیؐ

کسی دن جوابِ سلام سے کسی روز لطفِ کلام سے
کبھی اپنے وصل کے جام سے مجھے شاد کیجے یا نبیؐ

سُوئے طیبہ ہو جو گذر صبا تو ادب سے کرنا یہ التجا
کہ دُکھ ہجر میں مر مٹا ہو نگاہِ لطف ذرا نبیؐ

ملا کِس نبی کو وہ مرتبہ جو خدا نے تم کو دیا نبیؐ
کئے ماہتاب کے کِس نے دو سرِ عرش کون گیا نبیؐ

کبھی دل کی نذر گذارتے کبھی تم پہ جان کو وارتے
کبھی سر کو صدقے اُتارتے یہی غم ہمیشہ رہا نبیؐ

مرے پیشوا مرے مقتدا مرے راہبر مرے رہنما
مرے چارہ سازِ غم و الم مرے دردِ دل کی دوا نبیؐ

ہوئے کیسے کیسے حَسیں مگر نہ یہ رخ کسی کا نہ یہ کمر
بنے آپ کے لئے بحر و بر کوئی آپ سا نہ ہوا نبیؐ

یہ ذوقؔ بندۂ زار ہے شب و روز غم کا شکار ہے
یہ چمن میں آپ کے خار ہے اِسے حُسنِ گل ہو عطا نبیؐ

اے شہِ دنیا و دیں میری مدد فرمائیے
رحمۃ للعالمیں میری مدد فرمائیے
میرے غم کا آپ کی چشمِ کرم کے ماسوا
چارہ گر کوئی نہیں میری مدد فرمائیے
ہائے سارا قافلہ طیبہ روانہ ہو چکا
چھوڑ کر مجھ کو یہیں میری مدد فرمائیے
باعثِ وحشت بنیں جب قبر کی تاریکیاں
اے مرے ماہِ مبیں میری مدد فرمائیے
مجھ ضعیف و ناتواں پر بارِ عصیاں ہے گراں
یا شفیع المذنبیں میری مدد فرمائیے
عالمِ ہستی میں ہوں یا بعدِ مُردن قبر میں
میں جہاں بھی ہوں وہیں میری مدد فرمائیے
اے معینِ بیکساں میرا جہانِ آرزو
ہے تباہی کے قریں میری مدد فرمائیے
دیکھئے آکر ذرا اپنے دلِ محزون زار کو
حال اب اچھا نہیں میری مدد فرمائیے

ہوں دل میں عشقِ ساقیِ کوثر لئے ہوئے
آنکھوں میں پھر رہے ہیں وہ ساغر لئے ہوئے

پروانہ وار روئے مبارک پہ ہوں نثار — بس ہے یہ آرزو دلِ مضطر لئے ہوئے
صدیق رضؓ یارِ غار کی قسمت تو دیکھئے — پہلو میں آج تک ہیں پیمبرؐ لئے ہوئے
کعبے میں آج دھوم سے چلکر اذاں ہو — فاروق رضؓ ہیں حمایتِ داور لئے ہوئے
خورشیدِ حشر جس کے مقابل نہ آسکے — عثماں رضؓ ہیں وہ روئے منور لئے ہوئے
کرلو کسی کی قوتِ بازو کا امتحاں — حیدر رضؓ ہیں ہاتھ میں درِ خیبر لئے ہوئے

چھانوں جہاں کی خاک تمہاری تلاش میں
یہ آرزو پھرے مجھے در در لئے ہوئے
آنکھوں کو آرزو ہے کہ کل روزِ حشر بھی
اٹھوں تو شوق روئے پیمبرؐ لئے ہوئے

ہم بیکسوں ضعیفوں کو لِلّٰہ روزِ حشر — دامن میں اپنے شافعِ محشر لئے ہوئے
ہو جا اس طرح بھی تمنا کی اک نظر — پہلو میں ہم بھی ہیں دلِ مضطر لئے ہوئے

بیڑا ہمارا ڈوب تو جاتا مگر رؤفؔ
اُن کا کرم تھا ہاتھ میں لنگر لئے ہوئے

وہ سر پاؤں جو خاکِ کوچۂ دلدار ہو جائے
ملے وہ آنکھ جو محوِ جمالِ یار ہو جائے

الٰہی خاتمہ ہو یوں مریضِ دردِ ہجراں کا
اِدھر بیمار ہو رخصت اُدھر دیدار ہو جائے

جو پوچھے کوئی تدبیرِ حصولِ گلشنِ جنت
تو کہہ دینا گدائے احمدِ مختار ہو جائے

مرے جو راہ میں اُن کی حیاتِ جاوداں پائے
وہ اچھا ہو جو اُن کے عشق کا بیمار ہو جائے

لطافت وہ کہ سایہ بھی نہ ہو جسمِ منور کا
نزاکت وہ کہ ٹیکا تک کمر کے پار ہو جائے

مری سرکار کے صدقے میں دنیا بھی ہے عقبیٰ بھی
مگر اے سونے والے تو اگر بیدار ہو جائے

نبی کی آل و اصحابِ نبی کی پاک روحوں پر
درودوں کی نچھاور اب ذرا اک بار ہو جائے

وہ حسنِ حق نمائی ہے تمہارے روئے زیبا میں
تمہیں جو دیکھ لے اللہ کا دیدار ہو جائے

ذرا اب جلوۂ زیبا سے اپنے خوش تو کر دیجے
تصدق آپ پر جانِ رؤف زار ہو جائے

قدم ایسے ملے کی جن سے سیرِ لامکاں تو نے
رواں جن سے ہوئے دریا وہ پائیں انگلیاں تو نے

مسلط چار سو تاریکیِ ظلم و جہالت تھی
رُخِ روشن دکھا کر کر دیا روشن جہاں تو نے

ملا کر خاک میں نام و نشاں باطل پرستی کا
کیا ہر سمت اپنے دین کا سکّہ رواں تو نے

کہیں اللہ اکبر سے مشرح کر دیئے سینے
کہیں اللہ اکبر سے گرائیں بجلیاں تو نے

پڑھایا کلمۂ توحید تو نے سنگریزوں کو
زہے اعجاز بخشی بے زبانوں کو زباں تو نے

عجب سرکار ہے تیری عجب دربار ہے تیرا
فقیروں نے صدا دی اور بھر دیں جھولیاں تو نے

تعجب کیا اگر میرا بھی بیڑا پار ہو جائے
نکالی ہیں بھنور سے ایسی لاکھوں کشتیاں تو نے

لیا ہوتا اِسے بھی اپنے آغوشِ محبت میں
کیا ہوتا دلِ فرقت زار کو بھی شادماں تو نے

اپنا جلوہ دکھادیا تو نے
تیرے صدقے جِلادیا تو نے

سرکشانِ جہاں کے قلبوں پر اپنا سِکّہ جمادیا تو نے
اُف رے اعجاز خشک لکڑی کو اپنے غم میں رُلادیا تو نے

جب اُٹھایا نقاب چہرہ سے
بزم کو جگمگا دیا تو نے

محوِ حیرت ہیں دیکھنے والے
کیا تماشا دِکھادیا تو نے

پھر نہیں کوئی پوچھنے والا جب نظر سے گِرادیا تو نے
دوستوں کا تو ذکر ہی کیا ہے دشمنوں کو مِلادیا تو نے

تیری خو کے نِثار ہو جاؤں
کیا ہی درسِ وفا دیا تو نے

ایک قطرہ رؤف نے مانگا
اور دریا بہا دیا تو نے

محمدؐ کی وہ صورت ہے کہ جس پر جان قرباں ہے
عیاں ہے نورِ حق جس میں یہی وہ شکلِ انساں ہے
تمہاری ہی ضیا ہے عکس افگن گوشہ گوشہ میں
نہ کوئی مہرِ انور ہے نہ کوئی ماہِ تاباں ہے
اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ صفت ہے اُن کے سینہ کی
بیانِ سورۂ یٰسین اُن کا وصفِ دنداں ہے
یہ ہے وہ شمع جس سے روشنی ہے دونوں عالم کی
یہ ہے وہ ذاتِ اقدس جو بنائے بزمِ امکاں ہے
سہارا ہے سہارا دینے والے بے سہاروں کو
مراحل سخت، لاغر جسم، سر پر بارِ عصیاں ہے
نبیؐ کی آل و اصحابِ گرامی کا تو کہنا کیا
دروؔقِ زار تو اُن کے غلاموں کا ثناخواں ہے

یا نبیؐ غم مجھے راحت ہے ملال اچھا ہے
آپ جس حال میں راضی ہیں وہ حال اچھا ہے

کام جو تم کو بھلا دے وہ ہے سب لہو و لعب
جو تمہیں یاد دلائے وہ خیال اچھا ہے

وارثِ خلد جو مر جائیں جئیں تو غازی
اُنکے عشاق کا جب دیکھئے حال اچھا ہے

نقدِ دل پائے مبارک پہ تصدق کر دو
صَرف جو راہ میں اُن کی ہو وہ مال اچھا ہے

بَدر سب کچھ ہے مگر تاب اشارہ کی نہیں
دیکھنے والو کہو کِس کا کمال اچھا ہے

لب پہ ہو نامِ نبی آنکھ میں دیدار کا شوق
زندگی ختم جو یوں ہو تو مآل اچھا ہے

طبعِ نازک پہ ملال اُن کی نہ آنے دونگا
مرتے مرتے بھی چھپا جاؤنگا رنج و ملال اچھا ہے

عشق حضرت کا کسوٹی ہے کھرے کھوٹے کی
عاشقِ روئے محمدؐ ہے بلالؓ اچھا ہے

حق کے محبوب کی جو بات ہے اچھی ہے رؤف
اُن کا رخ اچھا ہے خدا اچھا ہے خال اچھا ہے

لکھوں کیا وصفِ شاہِ انس و جاں سے
زباں اللہ کی لاؤں کہاں سے

نہ لکھنے کی قلم میں میرے طاقت　　نہ کہنے کا مجھے یارا زباں سے
مہِ کامل کے دو ہوتے ہیں دم میں　　نکل جاتا ہے ٹکڑا درمیاں سے

شہادت کی جو پڑتی ہے ضرورت
پڑھا لیتے ہیں کلمہ بے زباں سے

یہ رفعت کس کے صدقے میں ملی ہے
ذرا پوچھے تو کوئی آسماں سے

صبا کچھ ایسی بے تابی دکھانا　　وہ بلوالیں مجھے ہندوستاں سے
تمہارا در وہ مرکز ہے عطا کا　　کوئی خالی نہیں جاتا یہاں سے

دکھا دو راستہ منزل کا مجھ کو
میں اِک بچھڑا ہوا ہوں کارواں سے

ذوقؔ اُن کے مراتب کا سمجھنا
یہ باتیں دور ہیں وہم و گماں سے

زمیں اِترا کے بولی آسماں سے
بڑی ہے گو ثنا اپنی زباں سے
مگر لائے گا تو اے پیرِ گردوں
نبیؐ کا روضۂ اقدس کہاں سے
ہے اُن کی جلوہ گاہ ناز مجھ پر
زمانہ فیض پاتا ہے جہاں سے
جواب اُس کو دیا یوں آسماں نے
کہ تو واقف نہیں رازِ نہاں سے
سمجھتی ہے تو اُن سے دور مجھ کو
نبیؐ نزدیک تر ہیں میری جاں سے
نظر آتے ہیں وہ ایسے کہ گویا
حجاب اُٹھے ہوئے ہیں درمیاں سے
ذرا آنکھیں اگر کُھل جائیں دل کی
تو اُن کو دیکھ لو چاہو جہاں سے

عامر ساجد

آپ نے سب کی کل سنواری ہے
یا نبیؐ اب ہماری باری ہے

ہم کو بخشا ہے آپ سا مُرسل   انتہائے عطائے باری ہے
کچھ کیا ہو تو سامنے لائیں   شرمساری ہی شرمساری ہے

حشر کے روز ہم بھی یاد رہیں
اک یہی شکلِ رستگاری ہے

آپ محبوب کیوں نہ ہوں حق کے
آپ کی جو ادا ہے پیاری ہے

آ گئے آپ بے سکوں دل کو   چل دیئے آپ بے قراری ہے
چاند کی شکل بن کے آ جاؤ   مرنے والے پہ رات بھاری ہے

سیر ہوتے ہیں سب امیر و فقیر
چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے

خوانِ نعمت سے کچھ دو عامر کو بھی
آپ کے در کا اِک بھکاری ہے

تمہیں یا نبیؐ جلوہ گر دیکھ لیتے
شبِ غم کی ہم بھی سحر دیکھ لیتے

ذرا اے علاجِ مریضانِ الفت
ہمارا بھی دردِ جگر دیکھ لیتے

ہوں پیشِ نظر آپ کے یوں تو ہر دم
مِرے دیکھتے بھی مگر دیکھ لیتے

مسیحا بھی نبضِ ارادت دکھاتے
اگر آپ سا چارہ گر دیکھ لیتے

غلاموں نے اُن کے یہ ہیبت دکھائی
صفیں لوٹ دیتے جدھر دیکھ لیتے

سکندر بھی سائل کی صورت بناتے
اگر میرے مولےٰ کا در دیکھ لیتے

وہیں آپ تسکینِ دل کرنے لگتے
جہاں کوئی خستہ جگر دیکھ لیتے

دؔوقف آپ کی چشمِ رحمت کے صدقے
اسے بھی ذرا اک نظر دیکھ لیتے

تم نوازو تو اپنی ٹھوکر سے
جی اُٹھوں گا میں پھر نئے سر سے

دل یہی کہہ رہا ہے اندر سے
جو ملے گا وہ آپ کے در سے

کالعدم ہوگا دفترِ عصیاں
لَو لگی ہے شفیعِ محشر سے

قطرہائے سرشک کو اپنے
ہم نہ بدلیں گے لعل و گوہر سے

یا نبی صدقہ اپنی رحمت کا
ایک قطرہ بھرے سمندر سے

ماہ و خورشید ثابت و سیّار
سب منور ہیں رُوئے انور سے

ہاتھ میں جس کے اُن کا دامن ہو
خوف کیا اُس کو روزِ محشر سے

بے نوا اُن کے آستانہ کا
سلطنت میں فزوں سکندر سے

یا نبیؐ آپ کی زیارت کو
کیا دلِ زار عُمر بھر ترسے

آرزوئے دوؔن بر آئے
بعدیک مل جائے آپ کے دَر سے

آقا بنے جو بندۂ سرکار ہو گئے — غم سے چھٹے جو اُن کے گرفتار ہو گئے

ان کی مخالفت پہ جو تیار ہو گئے — رُسوا ہوئے ذلیل ہوئے خوار ہو گئے

جسکی طرف ذرا بھی نگاہِ کرم ہوئی — اُسکے جہاں میں سیکڑوں غم خوار ہو گئے

ہر لادوا کے درد کا کرنے لگے علاج — بے یار جس کو دیکھ لیا یار ہو گئے

ہم عاصیوں کا اُن کو جہاں آگیا خیال
اشکوں سے تر وہیں گلِ رُخسار ہو گئے

اُن پر عطائے حق کی کوئی انتہا بھی ہے
اتنا ملا کہ احمدِ مختار ہو گئے

وہ جی اُٹھے جنہوں نے محبت میں جان دی — اچھے رہے جو عشق کے بیمار ہو گئے

جو خار تیری راہ میں آئے وہ گُل بنے — جو گُل ترے چمن سے چھٹے خار ہو گئے

دم بھر رہے ہیں آپ کی الفت کا ہم مگر
خالی ہیں ہاتھ اور خریدار ہو گئے

آتے ہی اُن کا نام زباں پر مری ذوقؔ
سب اہلِ حشر میرے طرف دار ہو گئے

حوروں کی نہیں خواہش طالب نہیں جنت کے
عاشق تو ہیں دیوانے سرکار کی صورت کے
بے کس کی رفاقت کے بے بس کی حمایت کے
اوصاف زمانہ کو معلوم ہیں حضرت کے

ہم کو بھی ترس کھا کر دامن میں چھپا لیتے
گو لاکھ بُرے ہیں ہم ہیں آپ کی اُمّت کے
جتنے بھی صحابہؓ ہیں سب عاشق و شیدا ہیں
کچھ آپ کی صُورت کے کچھ آپ کی سیرت کے

دنیا کی وجاہت بھی عقبیٰ کی سعادت بھی
ہر چیز ہے صدقہ میں سرکار کی خدمت کے
نقص اُن کے بکالا کر یا مدح و ثنا کر لے
وہ کام ہے دوزخ کا یہ کام ہیں جنت کے

تکتے ہیں اُنھیں لیکن کچھ کہہ نہیں سکتے ہم
حیران ہیں کس منہ سے طالب ہوں شفاعت کے
جوش آئے دم غُرق اُن کے دریائے کرم میں بھی
نکلیں تری آنکھوں سے گر اشک ندامت کے

اک آہ نکلتی ہے بے ساختہ سینے سے
جب بادِ صبا پھر کر آتی ہے مدینے سے

سایہ بھی نہ پڑتا تھا اُن کے قدِ رعنا کا
بُو عطر کی آتی تھی حضرت کے پسینے سے

دیکھو تو مزاروں سے معلوم یہ ہوتا ہے
صدیق رضؓ ہیں اب تک بھی لپٹے ہوئے سینے سے

کیا بحرِ معاصی سے ڈرتے ہو گنہ گارو
ہو جاؤگے پار اُن کی رحمت کے سفینے سے

ہو بے ادبی مجھ سے کوئی تو بتا دینا
واقف میں نہیں اصلاً محفل کے قرینے سے

یوں نزع کے عالم میں ارمان نکل جائے
اے کاش لگا لو تم بیمار کو سینے سے

تم سے تو مجھے دنیا نظر آتی ہے
خاتم کی تو قیمت ہی ہوتی ہے نگینے سے

مٹ جائے رؤفؔ اپنی قسمت کی خرابی سب
اک بات جو وہ کرلیں مجھ ایسے کمینے سے

میں یہ سمجھوں گا کہ سب کچھ ہو گیا حاصل مجھے
اپنے بندوں میں فقط کر لیجئے شامل مجھے

جگ کے کھیون ہارے للہ میری بھی خبر
ناؤ ٹوٹی ہے نظر آتا نہیں ساحل مجھے

کیا فشارِ قبر کیا میزانِ محشر کیا صراط
آپ حامی ہوں تو ہے آسان ہر مشکل مجھے

تم جہاں کی جان ہو تم دین کا ایمان ہو
تم تو آتے ہو نظر کونین کا حاصل مجھے

میری نا اہلی اگر اظہارِ ناراضی کرے
میں اُسی قابل ہوں سمجھیں آپ جس قابل مجھے

میں قیامت تک تڑپنے کا مزا لیتا رہوں
اپنے تیغ ناز سے کر دیجئے بسمل مجھے

مجھ کو کیا نسبت بھلا محفل کی زینت سے رؤف
اُن کی خوبی ہے جو سمجھیں زینتِ محفل مجھے

اے صبا جس وقت بھی اُس گُل کی یاد آجائے ہے
کیا کہوں کیا کیا ستم کیا کیا قیامت ڈھائے ہے

اک طرف اشکوں کا دریا آنکھ سے بہتا ہوا
اک طرف بے تاب دل پہلو سے نکلا جائے ہے

کچھ نہ پوچھو طائرِ دل کا تڑپنا لوٹنا
یاد کیا آتی ہے بس اک تیر سا لگ جائے ہے

اے عرب کے چاند سرکا دے ذرا رُخ سے نقاب
قبر کی تاریکیوں سے جی بہت گھبرائے ہے

آپ سے دیکھی نہ جائیں گی مری بربادیاں
آپ کو تو اپنے دشمن پر بھی رحم آجائے ہے

کس کے دامن میں چھپوں آخر کسے آواز دوں
کون محشر میں شفیع المذنبیں کہلائے ہے

کس قدر پُر درد ہے تیرا بھی افسانہ دروؔف
جو بھی سُنتا ہے کلیجہ تھام کر رہ جائے ہے

کوئی دارا کوئی جم کوئی سکندر ہو جائے
مجھ کو سودائے سرِ زلفِ پیمبر ہو جائے

اُن سے جس آنکھ کو نفرت ہو وہ اندھی بہتر
اُن سے اُلفت نہ ہو جس دل کو وہ پتھر ہو جائے

نہیں ممکن کبھی ہرگز نہیں ممکن کہ یہ بدر
آپکے پاؤں کے تلوے کی برابر ہو جائے

اپنے محبوب کو بخشی ہے وہ طاقت حق نے
وہ اگر چاہیں تو ہر قطرہ سمندر ہو جائے

دامنِ حُبِ نبی دستِ طلب چھوڑ نہ دے
کشتیٔ دل نہ شکستہ تر النگر ہو جائے

جس پہ وہ اک نگہِ لطف و کرم فرمادیں
خار دم بھر میں وہ صد رشکِ گلِ تر ہو جائے

دولتِ دیں بھی ملے دولتِ دنیا بھی ملے
کاش تو تابعِ فرمانِ پیمبر ہو جائے

عمر سب گذری تڑپتے ہوئے فرقت میں حضور
اب تو کچھ چارۂ دردِ دلِ مضطر ہو جائے

آپ کے رُوئے مبارک پہ فدا ہوں آنکھیں
آپ کے قدموں پہ قرباں مرا سر ہو جائے

ہے شب و روز وظیفہ مری آنکھوں کا رُوئے
روضۂ پاک کا دیدار میسر ہو جائے

لبیک مجاہد

جس محفل میں جس مجلس میں سرکار کی مدحت ہوتی ہے
اِک ابرِ کرم چھا جاتا ہے اور بارشِ رحمت ہوتی ہے

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ سب واقفِ رازِ خفی و جلی
اسلام کا ڈنکا بجتا ہے چاروں کی خلافت ہوتی ہے

اُن کی جنھیں کچھ بھی نسبت ہے سرکارِ دوعالم کے در سے
دنیا میں بھی عزت ہوتی ہے عقبیٰ میں بھی عزت ہوتی ہے

اِک وہ ہیں کہ صدہا تکلیفیں سہ سہ کے پہنچتے ہیں کعبے
اِک وہ ہیں کہ جن کو گھر بیٹھے کعبے کی زیارت ہوتی ہے

اے کاش کبھی یوں بھی ہوتا وہ یاد ہمیں بھی فرماتے
اور ہم بھی کبھی طیبہ جاتے رہ رہ کے یہ حسرت ہوتی ہے

جب آپ کے مخلص بندوں کے حالات کہیں سُن پاتا ہوں
کیا عرض کروں اے فخرِ رسل کس درجہ ندامت ہوتی ہے

کیا عرض کریں کیوں عرض کریں کیا حاجت غم کے ماروں کو
وہ دیکھ رہے ہیں کیسے بسر اُن کی شبِ فرقت ہوتی ہے

کیوں غم ہے رؤفؔ تمہیں اتنا اب تک طیبہ کے نہ جانے کا
کیا یاد نہیں دنیا میں جدا ہر ایک کی قسمت ہوتی ہے

کیوں نہ مانگے مانگنے والا شہِ ابرار سے
حق تعالےٰ تک تو مل جاتا ہے اس سرکار سے

تو نظر آئے مسلماں اپنے ہر کردار سے　　وضع سے اخلاق سے رفتار سے گفتار سے
چھوٹنا چاہے اگر کونین کے آزار سے　　ربط پیدا کر جنابِ احمدِ مختار سے
مجھ سراپا جرم بد اطوار عصیاں کار کو　　کوئی نسبت ہی نہیں اُنکے سگِ دربار سے

میرے حالِ دل کو اس صورت سے بتلانا صبا
تو لپٹ جانا مدینہ کے در و دیوار سے
یاد آتے ہی مدینہ لوٹنے لگتا ہے دل
آنسوؤں کا تار بندھ جاتا ہے چشمِ زار سے

جسکو اُنکے روئے زیبا کی زیارت ہو گئی　　وہ مشرف ہو گیا اللہ کے دیدار سے
جو ملا ہے جس کو وہ دستِ کرم سے آپکے　　جو ملے گا وہ اسی دربار گوہر بار سے

صرف اتنا عرض کرنا اُن سے اے بادِ صبا
بارِ فرقت اب نہیں اُٹھتا ذوقِ زار سے

نہ قدر ہو تو نہ ہو میرے سر جھکانے کی
تمہیں تو لاج رہے اپنے آستانے کی

نگاہِ لطف سے قسمت سنوار دو میری
یہ بگڑی اور کسی کے نہیں بنانے کی

لگا کے آنکھ میں کون و مکاں کی سیر کروں
ذرا سی خاک ملے اُن کے آستانے کی

الٰہی حشر میں جب آئے آفتاب قریب
تو آڑ ہو تری رحمت کے شامیانے کی

رؤف ایک تجھی کو وہ بھول جائیں گے
اُنہیں تو فکر ہے نادان اک زمانے کی

اے نبی اے افتخار اولین و آخریں
چشمۂ مہر و وفا سرچشمۂ علم و یقیں

دوستو ایسا بشر بھی تم نے دیکھا ہے کہیں
ہاتھ خالی ہیں مگر سارا جہاں زیرِ نگیں

وہ بشر خود کو کہیں ان کو مناسب ہے یہی
ہم بشر اُن کو کہیں ہرگز ہمیں زیبا نہیں

جسم کا سایہ نہیں ٹپکا کمر کے پار سے
وہ سراپا نورِ حق ہیں آب و گِل ہرگز نہیں

ہیں یہاں جتنے محاسن آپ سب کی جان ہیں
ہیں یہاں جتنے حسیں سب آپ کے ہیں خوشہ چیں

اے شفیعِ روزِ محشر واسطہ حسنین کا
عرصۂ محشر میں رسوائی نہ ہو مجھ کو کہیں

ہر عمل میں میرے شامل آپ کی توفیق ہے
میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں میں نہیں

تم نے جی بھر کر نہیں دیکھا بڑے خوش بخت ہو

نخلِ مجاہد

اے عرب کے چاند تاروں اے عرب کی سرزمیں
آپ کے اوصاف کی تفسیر ہے ساری کتاب
آپ کے حالات ہیں آیاتِ قرآنِ مبیں

آپ پر صد ہا سلام اور آپ پر لاکھوں درود
اے شفیعِ روزِ محشر اے بشرِ دنیا و دیں
ہم سیہ کاروں کے حالِ زار پر بھی اک نظر
یا شفیع المذنبیں یا رحمتہ اللعالمیں

اب ہماری بے حسی کی ہو رہی ہے انتہا
رحم فرما رحم فرما یا الٰہ العالمیں
دُور ہوتے جا رہے ہیں منزلِ مقصود سے
ہم سے چھٹتا جا رہا ہے دامنِ دینِ متیں
دے ہمیں علمِ علیؓ عثمانؓ کی دریا دلی
دبدبہ فاروقؓ کا صدیق اکبرؓ کا یقیں
اے رؤفؔ ان کے کرم پر تیرا تکیہ ہے اگر
تیری مشکل کچھ نہیں ہے تیری مشکل کچھ نہیں

اُن کو اللہ کی اللہ کو چاہت اُن کی
وہ ہیں اللہ کے اللہ کی رحمت اُن کی

بخشتا ہے جنھیں اللہ محبت اُن کی
سلطنت اُن کی ہے دنیا میں حکومت اُن کی

نہ وہ قاضی نہ وہ مفتی نہ محدث نہ فقیہ
جاگزیں دل میں نہیں جسکے محبت اُن کی

دینے والا ہے خدا بانٹنے والے وہ ہیں
اس میں کیا دخل کسی کا یہ ہے قسمت اُن کی

جو قدم اُٹھے رہِ دینِ پمیبر میں اُٹھے
فعل جو بھی ہو وہ ہو حسبِ ہدایت اُن کی

اُن کی اُلفت میں جیو اُن کی محبت میں مرو
ہے کلیدِ درِ فردوس محبت اُن کی

کبھی آتا ہے تسلی کو سہارا اُن کا
کبھی دے جاتی ہے تسکین حمایت اُن کی

اُن کو جو صرف بشر کہنے سے خوش ہوتے ہیں
ایسے لوگوں کی نظر میں نہیں وقعت ان کی

چاند دو ٹکڑے ہو سورج کو پلٹنا ہی پڑے
تیری میری نہیں یہ ہے بشریت اُن کی

بزمِ میلاد سے ہم شکرِ خدا کرتے ہیں
حق کا سب سے بڑا احساں ہے ولادت اُن کی

وہ نہ ہوتے تو کسی چیز کا ہوتا نہ وجود
یہاں جو کچھ بھی ہے وہ سب ہے بدولت اُن کی

دم میں وہ خاک کو اکسیر بنا دیتی ہے
کیا بتاؤں تمہیں کیا چیز ہے نسبت اُن کی

نہ عبادت نہ ریاضت نہ مروت نہ خلوص
ہائے کس منہ سے کہوں میں بھی ہوں اُمت اُن کی

خاک الفت ہے تجھے ذاتِ گرامی سے رؤفؔ
ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت اُن کی

ادائے خاص سے مدحِ محمد مصطفےٰ کیجیے
نئے انداز سے ذکرِ شہِ ہر دوسرا کیجیے
نبی کے نور سے آئینۂ دل پر جلا کیجیے
نبی کو دیکھیے سیرِ جمالِ کبریا کیجیے
رہِ حق میں بہت دشوار ہے ثابت قدم رہنا
نبی کے عشق سے اس مرحلے کی ابتدا کیجیے
محمدؐ مصطفےٰ دنیا کے رہبر دین کے ہادی
یہ دل تو چیز ہے کیا جان بھی ان پر فدا کیجیے
بجا ہیں ہوش جب تک اور جب تک جان میں جاں ہے
درودوں کی نچھاور اپنے آقا پر کیا کیجیے
نبی کے اور اصحابِ نبی کے کارناموں کو
پڑھا کیجیے لکھا کیجیے کہا کیجیے سنا کیجیے
شہِ لولاک کے عز و شرف کو سامنے رکھ کر
نہایت عاجزی کے ساتھ عرضِ مدعا کیجیے
سنیں گے وہ سنیں گے وہ سنیں گے وہ

کچھ اپنے مانگنے کا آپ بھی تو حق ادا کیجیے
مجھے دونوں جہاں کی فکر سے کر دے جو مستغنی
صلہ اس نعت کا سرکار کچھ ایسا عطا کیجیے
کلام اللہ میں ہے سورہ تحریم سے واضح
مدد حق سے اور اس کے نیک بندوں سے لیا کیجیے
ہے جائز استعانت واصلانِ حق تعالیٰ سے
عمرؓ سے حالِ دل کہیئے علیؓ سے التجا کیجیے
جُدا حق سے نہیں ہیں اولیا واصل بحق ہو کر
فنا کے بعد کیا قطرہ کو دریا سے جُدا کیجیے
نہیں معلوم پیغامِ اجل کس وقت آجائے
جو قرضہ ہو ادا کیجیے جو وعدہ ہو وفا کیجیے
مجھے ڈر ہے کہ تم پر کُفر کا فتویٰ نہ لگ جائے
نمازوں کو نہ ہرگز جان کر اپنی قضا کیجیے
رؤفؔ اب کر چکے سب کام دُنیا کے جو کرنے تھے
بس اب تو خاتمہ بالخیر ہو اس کی دعا کیجیے

ذاتِ سرکارِ دو عالم دو جہاں کی جان ہے
جان کیسی دو جہاں کے دین کا ایمان ہے

یوں تو ہونے کو ہزاروں اہلِ دانش ہیں مگر
جسکو اُن کی زلف کا سودا ہے، دانا انسان ہے

ہم گنہگاروں پہ احسانات میں اللہ کے
اُنکی تشریف آوری سب سے بڑا احسان ہے

اُنکے در کا پاسباں اُنکی گلی کا خاکروب
ذی حشم ذی سلطنت ذی مرتبت ذیشان ہے

سر پہ تاجِ خسرواں حور و غلماں گرد پیش
یہ غلامانِ نبی کی خُلد میں پہچان ہے

پھر تمنائے مدینہ دل کو تڑپانے لگی
پھر وہی سودا، وہی حسرت، وہی ارمان ہے

وہ حرم کے بام و در کا منظرِ ایماں فروز
جس کا نقشہ سامنے آنکھوں کے ہر ہر آن ہے

گرچہ ہے مایوس کن میری ضعیفی کا شباب
لیکن آقا احمدِ مختار کس کی شان ہے

ہے مدینہ حاضری کی آرزو بارِ دگر
پھر یہ حسرت میری ساری حسرتوں کی جان ہے

سن "ستتر" میں مدینے مجھ کو بلوایا گیا
اس طریقہ سے کہ دنیا آج تک حیران ہے

پھر مدد فرمایئے پھر دستگیری کیجئے
اب رؤفِ خستہ جاں پھر بے سر و سامان ہے

مخمّسات

(۱) خمسہ بر غزل حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ

تیرے کوچہ میں نہ رکھا بھولکر میں نے قدم تیری عظمت میں نہ گذرا کوئی لحظہ کوئی دم
ہائے کس منہ سے کہوں مجھ پر بھی ہو لطف و کرم یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کاہے عاجزم کوہِ گناہ آوردہ ام

کون حامی ہے بجز تیرے حبیبِ کبریا حالِ دل کس سے کہوں اے شافعِ روزِ جزا
یار ہے کوئی نہ ہمدم ہے نہ کوئی آشنا غیرِ تو ملجا و ماوا نیست در ہر دو سرا
رحم کن یا سیدی حالِ تباہ آوردہ ام

عمر ساری ہو گئی اپنی گناہوں میں بسر اور کوئی صورت تلافی کی نہیں آتی نظر
اے دوائے دردِ دل اے مرہمِ زخمِ جگر چشمِ رحمت برکشا سوئے سفید من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

نامۂ اعمال میں میرے کوئی نیکی نہیں
عرصۂ محشر میں رسوائی نہ ہو مجھ کو کہیں
ہو کرم اُس روز مجھ پر یا شفیع المذنبیں
جز تو دیگر دستگیرم نیست در دنیا و دیں
رحمۃ للعالمیں بر خود گواہ آوردہ ام

وہ مقدس سے اگر ہو جائیں تجھ پر مہرباں
اور یہ پوچھیں کہ کیا رکھتا ہے الفت کا نشاں
دست بستہ عرض کرنا اے ذوقِ نیم جاں
عجز و درویشی و دلریشی و دردِ بیکراں
ایں ہمہ بر دعوئے عشقت گواہ آوردہ ام

خمسہ بر غزل حضرت شاہ شمس الدین شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

حشر برپا ہے ہر اک کو اپنی اپنی ہے پڑی
سب پہ غالب ہے پریشاں حالی و درماندگی
جو سُنے ہم بیکسوں کی کون ہے ایسا نبی
یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی

وا مبیتِ ام ہانی میں وہ ہونا محوِ خواب
دفعتہً آنا سواری کو بُراقِ لاجواب
کیا وہ ناز سے کیا شان تھی کیا آب و تاب
در شبِ معراج بودہ جبرئیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سرِ گنبدِ خضرا توئی

نفس نافرجام سے ہم کو پہنچتے ہیں گزند — پھر بھی عقل آتی نہیں ہمکو ہیں اتنے ہوشمند
ہیں برے اعمال تجھ کو آ نہیں سکتے پسند — یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند

عاجزاں را رہنما و جملہ را ماوا توئی

حشر کے دن جب ہماری کوئی پوچھیگا نہ بات — تو ہی ہمکو خوفِ عصیاں سے دلائے گا نجات
مجھ سے کیا ممکن ہے تیرا وصف اے والا صفات — نازمینِ جعفرِ حق صدرِ بزمِ کائنات

نورِ چشمِ انبیا چشم و چراغِ ما توئی

ملجا و ماوائے عالم گمرہوں کے رہنما — سایۂ حق ہادیِ کونین شاہِ دوسرا
کر نہیں سکتا تری مدحت دلِ بے نوا — شمس تبریزی چہ داند نعتِ تو پیغمبرا

مصطفےٰ و مجتبےٰ و سیدِ اعلےٰ توئی

خمسہ بر غزل حضرت قدسی رحمۃ اللہ علیہ

گرچہ پیدا ہوئے دنیا میں ہزاروں ہی نبی — ایک میں بھی نہ تھی لیکن تری اعجاز لبی
حبذا اے شہِ والا تری عالی نسبی — مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

بن گیا حلقۂ زنجیر تری زلف کا خم
دامِ گیسو نے گرفتار کئے کُل عالم
جس نے دیکھا تری صورت کو کہا کھا کے قسم
منِ بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی

کوئی حامی ہے مصیبت میں نہ کوئی یاور
رحم فرمائیے للہ شہِ جن و بشر
دردِ فرقت میں تڑپتا ہے کوئی خستہ جگر
چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

جس کی خاطر بنے کونین وہ ہے تیری ذات
ہو نہیں سکتے کبھی ہم سے بیاں تیرے صفات
صدقۂ حسنین کا تھوڑی سی ہمیں بھی خیرات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات
لطف فرما کہ زحد می گذرد تشنہ لبی

افصح و ابلغ و شیریں سخن و شستہ کلام
ایسی تاثیر و کشش تجھ میں ہے اے شاہِ انام
سایہ گستر ہے زمانہ میں ترا فیضِ تمام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

کیا کسی شخص کی نکلا ہے کمر سے پٹکا
یا کبھی کوئی بشر عرش بریں پر پہنچا
گرچہ اولاد میں آدم کی ہوا تو پیدا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

خمسہ بر غزل حضرت طاہر رحمۃ اللہ علیہ

کیسے بیاں کروں تری ذرّہ نوازیاں ہیں جو
راحتِ جانِ مُردِ دل تری ذات ہے بے نیاز گو
نذر کے واسطے مگر ہاتھ میں اپنے کچھ تو ہو
از دل و دیں چہ آورم ہدیۂ رونمائے تو
ایک نشانِ دلبری ہر دو جہاں فدائے تو

آج تک ایسا مہ جبیں ہم نے کہیں سنا نہیں
نورِ نگاہ بن گیا سایۂ جسمِ نازنیں
مستِ الست کر گئی نکہتِ زلفِ عنبریں
رہزنِ آہوانِ چیں چشمِ سیاہ و سرمگیں
نافہ کشائے صد ختن گیسوئے مشکسائے تو

قد کی ثنا کے واسطے لاؤں کہاں سے میں زباں
جسکے خرامِ ناز کو کہتے ہیں سیرِ لامکاں
رشکِ صنوبرِ جواں غیرتِ سروِ بوستاں
تازہ نہالِ باغِ جاں نو گلِ گلشنِ جناں
نخلِ مرادِ عاشقاں قامتِ دلربائے تو

میں ہوں ترا مریضِ غم کشتۂ خنجرِ الم
خستہ جگر شکستہ دل سینہ فگار چشم نم
مجھ پہ خدا کے واسطے رحم کر اے شہِ اُمم
بے سر و پا فتادہ ام سر بہ محبت نہادہ ام
دل بہ رخِ تو دادہ ام ہر چہ کنی رضائے تو

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

کوئی ہے مجرئی کوئی سلامی　　کسی کو ہے تمنائے غلامی
تڑپتا ہے کوئی مانندِ جامیؒ　　بشوقت جاں بلب آمد تمامی
فقُم قم یا حبیبی کم تنامی

لگاتے پار ہائے دل میں پیوند　　دکھا کر اپنی صورت کرتے خرسند
نہیں اک میں ہی تیرا آرزو مند　　ہمہ پیغمبراں در جستجو یند
سُرائم دہ کہ تو در چہ مقامی

بہت مضطر ہیں ساقی تیرے مے نوش　　نہ کر للہ تو ان کو فراموش
اڑا دے اک نگاہِ مست سے ہوش　　عمامہ بر سرو جامہ بہ تن پوش
بقد سرو ہی بر رُخ ماہ تمامی

رہوں حاضر ذرا قدس پہ ہر دم　　نہ ہو دنیا و ما فیہا کا کچھ غم
گدا ہوں میں ترا اے شاہِ عالم　　تمنائے شہنشاہی ندارم
بس دارم ز تو داغِ غلامی

گناہوں میں کٹی عمرِ گرامی
نظر آئی نہ اپنی کوئی خامی
مدد کر اے گناہگاروں کے حامی
بحسنِ اہتمامت کارِ جامی
طفیلِ دیگراں یابد تمامی

کسی بدنام کو دو نیکنامی
کسی پامالِ غم کو شادکامی
رؤفِ زار کو اپنی غلامی
بحسنِ اہتمامت کارِ جامی
طفیلِ دیگراں یابد تمامی

خمسہ بر غزل حضرت اشرفؒ

سینہ میرا ہوں کا دھواں فریادِ لب پرچشم نم
حالِ دلِ بیتاب ہو سکتا نہیں ہرگز رقم
بیچین کہتا ہے مجھے تیری جدائی کا الم
اے سرورِ پیغمبراں مشتاقِ دیدارِ توام
اے مقتدائے مرسلاں مشتاقِ دیدارِ توام

ہوائے صبا تیرا اگر جانا سوئے طیبہ کبھی
تو اک سلام شوق پہنچا پاوری جا جب سے بھی
پھر دست بستہ عرض کرنا یہ بھی انکے ساتھ ہی
اے شہسوارِ الطفیٰ وے کاشفِ سترِ خفی
تو بہرِ عالم رحمتی مشتاقِ دیدارِ توام

کس حال میں ہوں کیا کہوں ٹوٹا ہے جب سے کارواں
میں پھر رہا ہوں ٹھوکریں کھاتا ہوا در در یہاں
ہو جائے اک چشم کرم سے چارۂ درد نہاں
اے خاتم پیغمبراں وے مقتدائے دو جہاں
روشن ز تو کون و مکاں مشتاقِ دیدارِ توام

للہ دکھلا کر ذرا اپنا رخِ رشکِ چمن
کر دیجئے دور اس دلِ ناشاد کے رنج و محن
سنیے تو کیا فریاد کرتا ہے اک آوارہ وطن
اے رونقِ ایمانِ من بادا فدایت جانِ من
از تو شدہ امکانِ من مشتاقِ دیدارِ توام

ہر وقت فریاد و فغاں ہر وقت آہ آتشیں
عاشق کو ہجرِ یار میں آرام ملتا ہے کہیں
تم دیکھ لو حالِ رؤف مبتلا اچھا نہیں
اللہ چہ گویدِ لعبا ازیں اے رحمۃ للعالمیں
گشتہ بسے زار و حزیں مشتاقِ دیدارِ توام

خمسہ بر غزل حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

کوئی کر سکتا نہیں دنیا میں تیری ہمسری
تیری صورت دیکھ کر حیران ہیں حور و پری
تیرے چہرے سے نمایاں ہے شکوہ سروری
اے بذاتِ تو مزین مسندِ پیغمبری
وے خجل گشتہ ز رویت آفتابِ خاوری

اک اشارہ سے مہِ گردوں کے جب ہو جائیں دو
زورِ بازو کا بھلا پھر کس طرح اندازہ ہو

گر نبوت سے یا رسول اللہ ذاتِ پاک تو
مرتبہ اللہ نے بخشا ہے ایسا آپ کو

ہیچ پیغمبر نہ یابد دولتِ پیغمبری

آپ پر صدہا سلام اور آپ پر لاکھوں درود
آپ ہی کے نور سے ہر چیز نے پایا وجود

پیش از آدم تو بودی، ہیچکس پیدا نبود
آپ کے دورِ رسالت کے لکھوں کیونکر حدود

تو عجب دُرِّ یتیمی تو عجائب گوہری

آپ کے باعث سجایا گنبدِ چرخِ بریں
آپ کی خاطر کیا اللہ نے فرشِ زمیں

سیدِ کونین ختم الانبیاء و مرسلیں
آپ کے رتبہ کو کوئی آج تک پہنچا نہیں

مظہرِ نورِ خدا ماہِ سپہرِ برتری

کس نبی کی شان میں آیا ہے سبحان الذی
کس پیمبر کو خدا نے خلعتِ لولاک دی

درمیانِ حلقۂ پیغمبراں شاہا توئی
رحمۃ للعالمیں ہو ایسا مرسل ہے کوئی

بر قدِ زیبائے تو زیبد قبائے سروری

پُر قصور و پُر معاصی پُر خطا و پُر گنہ
صدمۂ فرقت کا مارا ہجر کا آفت زدہ

بوالمعالی با غریبی بر درِ تو آمدہ
آخرش شل و ضعیفِ زار با حالِ تبہ

باشد از بہرِ خدا سوئے غریباں بنگری

خمسہ بر غزلِ حضرت مولٰنا جامی رحمۃ اللہ علیہ

خبر لے اے مسیحائے دو عالم　　لبوں پر ہے ترے بیمار کا دم
رکھے زخمِ جگر پر کون مرہم　　غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جُز تو حبیبم

سکندر ہو کوئی دارا ہو جم ہو　　نظر میں تیں نہیں لاتا کسی کو
نصیب اُس کے ہوا تیرا گدا جو　　بریں نازم کہ ہستم اُمتِ تو
گنہ گارم ولیکن خوش نصیبم

جراحت ہو گئے سینہ کے ناسُور　　نہ رکھئے آستاں سے اب مجھے دور
تڑپتا ہے غمِ فرقت میں رنجور　　زگلزارِ رُخت مہجور و مجبور
پریشاں زار نالاں عندلیبم

مِرے اعمال نے یہ دن دکھائے　　مخالف ہو گئے اپنے پرائے
دوقِ رُوسیہ اب کس کو بھائے　　مرض دارم زعصیاں لا دوائے
مگر الطافِ تو باشد طبیبم

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

جمعیت اللہ کا سامان کب ہو گا بہم
ہائے مکہ کی طرف کس روز اٹھیں گے قدم
کب بلائیں گے مدینہ میں مجھے شاہِ امم
کے بود یارب کہ رُو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

اُس طرف سے ہو گذر تیرا اگر اے بادِ صبا
ہیں جہاں آرام فرما سرورِ ہر دوسرا
عرض کرنا میری جانب سے بطورِ التجا
یا رسول اللہ بسوئے خود مرا راہے نما
تا ز فرقِ سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم

سوزِ دل کا آج تو کچھ رنگ ہے بدلا ہوا
ہاں دکھا اپنا اثر کچھ تو بھی اے آہِ رسا
جوشِ پنہاں دے رہا ہے اب یہ مجذوب کو مشورا
بر کنارِ زمزم از دل برکشم یک زمزمہ
وز دو چشم خوں فشاں آں چشمہ را دریا کنم

تھی ہوس فردوس کی تیری محبت میں مخل
یک بیک غیرت یہ بولی دیکھ اس سے درنہ بل
جب سُنایہ فیصلہ میں نے تو ہو کر منفعل
آرزوئے جنت الماوا برُوں کردم ز دل
جنتم ایں بس کہ بر خاکِ درت ماوا کنم

روز و شب رکھتی ہے مضطر آرزو تیری مجھے
ایک ساعت بیٹھنے دیتی نہیں آرام سے
گو ز وفورِ زار کی صورت تصوّر میں ترے
ہر دم از شوق تو معذورم مگر یک لحظہ
جامی آسا نامۂ شوق دگر انشا کنم

ایضاً

تو دلبرِ جن و بشر تو رحمت للعالمیں
تو بادشاہِ بحر و بر تو افتخارِ مرسلیں
تو مرہمِ زخمِ جگر تو راحتِ جانِ حزیں
تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

تیرا فروغِ حسن ہو جائے اگر سایہ فگن
لیلیٰ ہو دیوانی تری شیریں ہو تیری کوہکن
اک روز جی میں آگئی تیرے چوا ے گل پیرہن
رفتی بگلگشتِ چمن گل دید لطفِ آں بدن
از شوقِ تو بر خویشتن زد جامہ چاک اے نازنیں

جی چاہتا ہے نقدِ جاں الفت میں تیری ہاریئے
سرمایۂ ایمان و دل قدموں پہ تیرے واریئے
سودا ہے سر میں یہ کہ سنگِ در پہ تیرے ماریئے
دارم ز غم بیماریئے بیمارِ غم را یاریئے
گر تو کنی غمخواریئے از غم چہ باک اے نازنیں

آؤں تمہارے سامنے آتا ہے دل میں کبھی — ہو ایک تم ہی سننے والوں میں دلِ ناشاد کی
پھر سوچتا ہوں رنج دے گی تم کو میری بیکسی — با آنکہ دردم شد قوی خواہم فغانم نشنوی
ترسم کہ بہر من شوی اندیشہ ناک اے نازنیں

رہتی ہے اسکو ہر گھڑی تیری رضا کی جستجو — پھرتا ہے تجھ کو ڈھونڈھتا بیچارہ در در کو بکو
دل میں دفِ خستہ جاں رکھتا ہے تیری آرزو — جامی کہ دارد با تو خو ہرگز نتابد از تو رو
گر تو نہی بر فرق او تیغِ ہلاک اے نازنیں

ایضاً

والشمس روئے حق نما و اللیل زلفِ عنبریں — سینہ الم نشرح لک مازاغ چشم سرمگیں
بدر الدجیٰ صدر مرحبا صدر العلیٰ صد آفریں — تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

دنیا و ما فیہا بنے تیرے لئے اے مہ جبیں — کونین میں ایسا ہو تو جیسا کہ خاتم پر نگیں
خادم ہیں تیری بارگاہِ ناز کے روح الامیں — تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

جیسے تو اے جانِ جہاں پہنچا عرشِ بریں ایسا خرامِ ناز دکھلادے کوئی ممکن نہیں
پرِ دار اُڑتے ہیں بگولے پر بھی اُڑتے کہیں تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

کوہ و بیاباں بحر و بر عرشِ بریں فرشِ زمیں جن و بشر حور و ملک رضوان و جبریلِ امیں
قربان تجھ پر دو جہاں اے سایۂ جاں آفریں تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

کیا یہ ادائے دلبری رکھتا ہے کوئی مہ جبیں تم نے بھی دیکھا ہے جہاں ہم نے بھی دیکھے ہیں حسیں
کیسی ہی نازک ہو کمر سایہ کا ملتا ہے کہیں تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

صدمے اٹھا کر ہجر کے مرتا ہے یہ اندوہگیں للہ اس پر رحم کر یا رحمۃ للعالمیں
آجلد آ حالِ ذوقِ مبتلا اچھا نہیں تو جانِ پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

حال بُرا ہے اِن دنوں تیرے مریضِ ہجر کا — چارہ گروں نے کہہ دیا درد ہے اس کا لا دوا
غم کے طبیب لے خبر جانِ مسیح جلد آ — صبر و قرار تا کجا روئیے جو مرہمن نما
شد ز فراق جاں بلب عاشقِ مبتلائے تو

میں ترے در کا ہوں گدا مجھکو نہ بھولنا کہیں — بندۂ عشق ہوں ترا کام کسی سے کچھ نہیں
اب تو یہ سنگِ در ہے بس اور ذوق کی جبیں — در رہِ عشق نازنیں بر سرِ طاہرِ حزیں
جور و جفا و درد و غم ہر چہ رود رضائے تو

تضمین

کچھ ایسی چھائی ہے تاریکیِ شبِ ہجراں — کہ ہر طرف نظر آتا ہے ہولناک سماں
لقب ہے تیرا زمانہ میں پیکِ مشتاقاں — صبا بتحیتِ شوقم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرۂ بیدل بآفتاب رساں

کہاں مقیم ہیں وہ غیرتِ مہِ کنعاں — تجھے خبر ہے کہ ہے جلوہ گاہِ ناز کہاں
اگر گذر ہو ترا سوئے منزلِ جاناں — صبا بتحیتِ شوقم بآں جناب رساں
حدیثِ ذرۂ بیدل بآفتاب رساں

نہ یار ہے کوئی اپنا نہ غمگسار یہاں — سناؤں کس کو میں افسانۂ غمِ پنہاں
تڑپ رہا ہوں نہیں مجھ میں طاقتِ ہجراں — صبا تحیتِ شوقم بآں جنابِ رساں
حدیثِ ذرہ بیدل بآفتاب رساں

وہ جن کے حسن کا صدقہ ہے نازِ معشوقاں — وہ جن کی زلف پہ شیدا ہے زلفِ محبوباں
وہ جن کے وصف و ثنا کا بیان ہے قرآں — صبا تحیتِ شوقم بآں جنابِ رساں
حدیثِ ذرہ بیدل بآفتاب رساں

وہ جن کا لطف ہے پشت و پناہِ مظلوماں — وہ جن کی یاد ہے صبر و قرارِ مہجوراں
لقب ہے جن کا حسینوں میں خسروِ خوباں — صبا تحیتِ شوقم بآں جنابِ رساں
حدیثِ ذرہ بیدل بآفتاب رساں

دوائے دردِ دلِ عاشقاں بے ساماں — نشانِ گم شدگاں دستگیرِ ناکاماں
سکونِ خستہ دلاں نورِ چشمِ مشتاقاں — صبا تحیتِ شوقم بآں جنابِ رساں
حدیثِ ذرہ بیدل بآفتاب رساں

نہ میرے ہوش بجا ہیں نہ مجھ میں تاب و تواں — میں کنجِ غم میں اکیلا پڑا ہوا ہوں یہاں
کہاں وہ جانِ جہاں میں دو حرفِ زار کہاں — صبا تحیتِ شوقم بآں جنابِ رساں
حدیثِ ذرہ بیدل بآفتاب رساں

خمسہ برغزل حضرت مولانا جامیؒ

جس ادا جس ناز کا مظہر ہے تو اے نازنیں　　کوئی دلبر دوسرا اس شان کا ممکن نہیں
تیرے رخ کو دیکھ کر حیرت سے کہتے ہیں حسیں　　عارض ست ایں یا قمر یا لالۂ احمر است ایں
یا شعاعِ شمس یا آئینۂ دلہا ست ایں

گوشِ اقدس سن رہے ہیں نالۂ فریادِ خلق　　دستِ نازک کر رہے ہیں جا بجا امدادِ خلق
اے دو عالم کی بنا اے باعثِ ایجادِ خلق　　چشم تو آہوست یا جادوست یا صیادِ خلق
یا دو بادام سیہ یا نرگسِ شہلا ست ایں

ہے دہن صورت میں غنچہ اور سیرت میں نبات　　آ نہیں سکتے بیانِ خلق میں جس کے صفات
یہ کھلے تو ہو میسر اہلِ محشر کو نجات　　حقہ لعل ست یا سرچشمۂ آبِ حیات
یا دہن یا میم یا طوطیِ شکر خا ست ایں

تیرے کوچے کے گدا ہیں یا سلاطینِ جہاں　　تیرے در کے بینوا ہیں یا کہیں کے حکمراں
سیکڑوں آتے ہیں مرنے کی تمنا میں یہاں　　کوئے تو کعبہ است یا خلدِ بریں یا بوستاں
یا گلستانِ ارم یا جنت الماوا ست ایں

جب کبھی رعنائی تیرے قد کی آجاتی ہے یاد
روح کو ملتی ہے راحت اور دل ہوتا ہے شاد
اے قریشی ہاشمی عالی گہر والا نژاد
قامت است ایں یا الف یا سرو یا نخلِ مراد
یا مگر گلدستۂ باغ جناں آراستہ ایں

دیکھنا کرتا ہے در پر کون فریاد و فغاں
آہ لب پر آنکھ سے اشکوں کا اک دریا رواں
کوئی عاشق ہے تمہارا یا ہے ذوقِ مدح خواں
قمری باغ جناں یا طوطیِ شیریں بیاں
بلبلِ بے خانماں یا جامی شیدا است ایں

خمسہ بر غزل جناب مولانا حسن دہلوی

لفظ لیسین ست یک نامِ سیادت جوئے تو
معنی طٰہٰ است یک تفسیرِ حسنِ خوئے تو
والقمر و الشمس تشبیہِ رخِ نیکوئے تو
ایکہ شرحِ والضحیٰ آمد جمالِ روئے تو
نکتۂ واللیل وصفِ زلفِ عنبر بوئے تو

اے دو رخسار حسینت غیرتِ شمس و قمر
اے دو زلفِ عنبرینت مشکبارِ بحر و بر
اے دو دستِ نازنینت دستِ قدرت سربسر
اے دو چشمِ سرگینت کحلِ مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

تیری یکتائی دلیلِ قل ھو اللہ احد — شانِ استغنا تری تفسیرِ اللہ الصمد
کس سے ہو توصیف تیرے حسن کی اے سرو قد — سینِ دندانِ تو از لیس نشانے می دہد
سورۂ حٰمٓ دارد حلقۂ گیسوئے تو

دیدۂ پر کیف تیرا جامِ صہبائے الست — دیکھ لیتا ہے جو اسکو بے پئے ہوتا ہے مست
کرتی ہے شیریں کلامی کافروں کو حق پرست — نسخۂ فیہ شفاءٌ شہدِ گفتارِ خوش است
مایۂ یحیی العظام آمد لبِ دلجوئے تو

اے مرے دل کی تمنا اے مرے دل کی خوشی — یوں بسر ہوں روز و شب اسطرح گذرے زندگی
یہ دلِ خستہ جاں ہو اور تیری بندگی — قبلۂ دل کعبۂ جاں یارسول اللہ توئی
سجدۂ مسکینِ حسن ہر لحظہ بادا سوئے تو

تضمین

اے دو رخسارِ حسینت غیرتِ شمس و قمر — اے دو زلفِ عنبرینت مشکسائے بحر و بر
اے دو دستِ نازنینت دستِ قدرت سربسر — اے دو چشمِ سرگینت کحلِ مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

زینت بزم جہاں بحر شرافت کا گہر — حاصل کون و مکاں خیر الوریٰ خیر البشر
پار ہو بیڑا اگر ہو جائے اک سیدھی نظر — اے دو چشم سرمگینت کحل مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

پائے ناز ایسے جو پہنچے ایک دم میں عرش پر — جسکے اندر سے نکل جاتا ہے ٹیکا وہ کمر
اور وہ انگشت جس کا معجزہ شق القمر — اے دو چشم سرمگینت کحل مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

ٹھوکریں کھاتے ہوئے کب تک پھریں ہم دربدر — تو ہی بتلا دے ٹھکانا بیکسوں کا ہے کدھر
اے علاجِ دردِ دل اے چارۂ زخم جگر — اے دو چشم سرمگینت کحل مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

اپنے عصیاں پر کبھی کرتے نہیں ہم چشم تر — حشر کے میداں کا اصلا نہیں خوف و خطر
رکھتے ہیں آنکھیں مگر آتا نہیں مطلق نظر — اے دو چشم سرمگینت کحل مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

اے صبا سوئے مدینہ ہو اگر تیرا گذر — عرض کرنا اور ذوقِ جاں بلب کی بھی خبر
ہوش جب آتا ہے اسکو دیکھتا ہے سوئے در — اے دو چشم سرمگینت کحل مازاغ البصر
قاب قوسین ست رمزے گوشۂ ابروئے تو

خمسہ بر غزل حضرت مولانا حسن دہلوی

یہ سر اور بیتِ ابروئے محمدؐ یہ آنکھ اور جلوہ روئے محمدؐ
صبا لے چل مجھے سوئے محمدؐ منم خاک سرِ کوئے محمدؐ
اسیرِ حلقۂ موئے محمدؐ

چمکتے ہیں فلک پر جو ستارے مرے محبوب کے پرتو ہیں سارے
حسیں عالم کے ہیں یوں مجھکو پیارے ازانم مائلِ ہر گلعذارے
کز و می آید بوئے محمدؐ

ہوا جب سے اسیرِ زلف پُرخم مزے آنے لگے الفت کے پیہم
یہ ہے اب میری محویت کا عالم نمازِ عشق ہر دم می گزارم
بہ پیشِ قبلۂ روئے محمدؐ

نبی کے ذکر کا ہر دم ہوں شاغل مرا دل ہے اُسی لیلٰے کا محمل
حقیقت کی نظر سے دیکھ غافل اگر چشمم بہر سو ہست مائل
بود روئے دلم سوئے محمدؐ

جنھیں ہے عشقِ سرکارِ دو عالم وہ اُن کے سامنے رہتے ہیں ہردم
نہ پوچھ اِن بیخودوں کا حال ہمدم بجودِ عشقبازان ست پیہم
بہ محرابِ دو ابروئے محمدؐ

نثارِ حسنِ احمدؐ ہے دل و جاں تصدق اُن کے رُخ پر دین وایماں
فدا اُن کی رضا پر دل کے ارماں من و آزادی من ہر دو قرباں
بقدِ سروِ دلجوئے محمدؐ

رسولِ ہاشمی وہ دین کے بدر رؤف رزاں کے آقا جہاں صدر
تعلق غیر سے الفت میں ہے غدر جہانے در خیال لیلۃ القدر
حسنؔ در بند گیسوئے محمدؐ

خمسہ بر غزل حضرت مولانا قدسی رحمۃ اللہ علیہ

کہتا ہوں میں آ ہوش میں دیکھ اے اداں دل سنبھل جس کا نتیجہ ہو برا کمبخت چال ایسی نہ چل
لیکن کہاں سنتا ہے دل اُف رے تری لغو کا بل دامِ دلے اما چہ دل صد گونہ حرماں در بغل
اشکے بجوں در آستیں چشمے بطوفاں در بغل

اُسکی قضا و حکم کے محکوم ہیں سب حکمراں — دم بھر میں کرسکتا ہے وہ زیر و زبر نظمِ جہاں
ڈرتے ہیں اُسکے سامنے آتے ہوئے صاحبقراں — یارب مرا ثابت قدم در کوئے قاتل بگزراں

من سرِ جیب انداختہ او تیغِ عریاں در بغل

کل حشر کے میدان میں آئینگے سب اچھے بُرے — موجود ہونگے سب کھرے کھوٹے خدا کے سامنے
ہر شخص لائیگا وہی اعمال جو اُس نے کئے — روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ

من نیز حاضر میشوم تصویرِ جاناں در بغل

قدؔ کہہ رہا ہے کون کرسکتا ہے مجھ سے ہمسری — آنکھیں بتاتی ہیں کہ اِن کا کام ہے غارتگری
جو بھی ادا ہے اُس سراپا ناز کی جادو بھری — می آید آں رشکِ پری از رزمگاہِ دلبری

چشمِ حیا بر پشتِ پا شمشیرِ عُریاں در بغل

کچھ بھی نہ مجھ سے ہوسکا ابتک گناہوں کے سوا — افسوس ساری عمر میں انجام سے غافل رہا
بس دیکھنا یہ ہے قدؔ اب حشر میں ہوتا ہے کیا — قدسی ندانم چوں شود سودائے بازارِ جزا

او نقدِ آمرزش بکف من جنسِ عصیاں در بغل

خمسہ بر غزل حضرت مرزا قتیلؒ

جل گئی ہو جسکے دل پر تیغِ ابروئے حبیب   اس سے پوچھے کوئی شانِ جلوۂ روئے حبیب
مجھ کو تڑپانے لگی جب یادِ گیسوئے حبیب   دی صبا پر مشک آمد سویم از کوئے حبیب
مست و شیدا شد دلم از نکہتِ بوئے حبیب

قہر ہے اُس شوخ کی زلفِ سیہ کا پیچ و تاب   دین و دنیا سے گیا جس پر ہوا اس کا عتاب
آتشِ فرقت سے اُسکی ہیں جگر لاکھوں کباب   یک نگاہِ مستِ او صد دین و دل کردہ خراب
سحر دارد بہر جانہا چشمِ جادوے حبیب

زلفِ نازک نے لوٹا ہائے دل کا قافلہ   نرگسی آنکھوں نے موقع دیکھ کر جادو کیا
ناوکِ مژگاں جگر کا چھیدنے والا بنا   کاکلِ مشکینِ جاناں دامِ دلہا آمدہ
بستہ چوں زنجیر جانِ عاشقاں موئے حبیب

بال بکھرائے ہوئے سنبل کھڑی ہے ایک سُو   گل کو ہے چاکِ گریباں پر الگ فکرِ رفو
بلبلوں کی بھی زباں پر ہے اُسی کی گفتگو   من نیم تنہا قتیلِ بے نیازیہائے او
صد ہزاراں جاں گشتہ کشتۂ خوئے حبیب

وہ کسی کو ٹھوکریں کھلوا رہا ہے کو بہ کو   کوئی کوہ و دشت میں کرتا ہے اسکی جستجو
سیکڑوں کو ہے سودا اس فتنہ گر کی آرزو   من نیم تنہا قتیلِ بے نیازی ہائے او
صد ہزاراں جاں گشتہ گشتۂ خوئے حبیب

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

تیغِ ابرو ہے کہ ٹکڑے دل کے کرتی ہے دو   تیرِ مژگاں ہے کہ اک دم میں جگر کے پار ہو
مجھ سے پوچھے کوئی تیرے ناز کو انداز کو   نرگس اندر باغ حیراں از نگاہِ مستِ تو
مست آہو در بیاباں از نگاہِ مستِ تو

تیرے سوزِ ہجر سے لالہ ہوا ہے داغدار   تیرے غم میں رات بھر روتی ہے شبنم زار زار
شمع تیری سوختہ پروانے تیرے بیقرار   قمریاں کو کو نوایاں عندلیباں صد ہزار
در فراقِ یار نالاں از نگاہِ مستِ تو

نکتہ سنجانِ جہاں دوڑائیں کتنے ہی خیال   لیکن اے ناوک فگن ممکن نہیں تیری مثال
تجھ سے سر ہو سکے کوئی بہادر کیا مجال   غمزۂ جادوئے تو اینک بمیدانِ قتال
کارِ خنجر گشتہ پنہاں از نگاہِ مستِ تو

بقیۂ عملہ

زرد و ادر دِ دل تو راحتِ جانِ دماغ　　تیرے عاشق دیکھ کر ہوتے ہیں تجھ کو باغ باغ
بھو چمن میں حسن کا تیرے ہوا روشن چراغ　　جامہ نیلی کردہ سوسن لالہ زد در سینہ داغ
کاکلِ سنبل پریشاں از نگاہِ مستِ تو

حسن کی دنیا میں وہ بے مثل ہے تیری پھبن　　تو جو اک دن سیر کو نکلا تھا اے گل پیرہن
دیکھتے ہی تیرا رنگِ رخ ترا لطفِ بدن　　با ہزاراں حسن و خوبی دامنِ گل در چمن
چاک گشتہ تا گریباں از نگاہِ مستِ تو

مضطرِ دنیا بے تہا ہے یہ دن بھر رات بھر　　راحت و آرام کی صورت نہیں آتی نظر
اُن اداؤں میں ہے تیرے نیم جاں کی کیا خبر　　حالِ جامی را چہ پرسی تیر خوردہ در جگر
گاہ افتاں گاہ خیزاں از نگاہِ مستِ تو

خمسہ بر غزل حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رح

کرتا ہے پریشاں دلِ مضطر کا تلوّن　　بھرتے ہیں جو کچھ زخم تو موجود ہیں ناخن
اس خستہ جگر کی بھی تو فریاد ذرا سن　　اے خسرو خوباں نظرے سوے گدا کن
رحمے بمن سوختۂ بے سرو پا کن

کانٹا سا کھٹکتا ہے جگر میں متواتر — کچھ ایسا مرض ہے کہ اطبا بھی ہیں ناکام

حالِ دلِ بیمار بس اک تم پہ ہے ظاہر — بادل شدگاں جور و جفا تا بکجے آخر

آہنگِ وفا ترکِ جفا بہرِ خدا کن

ہے اک جگرِ افگار پڑا در پہ تمہارے — رہ رہ کے کیا کرتا ہے دن رات یہ نالے

لِلّٰہ اسے دیکھ لو انداز و ادا سے — دارد دلِ درویش تمنائے نگاہے

زاں چشمِ سیہ مست بیک غمزہ روا کن

رہتا ہے غمِ ہجر میں یہ غنچۂ دل بند — دیوانہ مجھے کہتے ہیں دنیا کے خردمند

میں دیکھ کے اے جانِ جہاں کس کو ہو خورسند — شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند

اے دوست بیا رحم بہ تنہائیِ ما کن

ہو جائے فقط چشمِ عنایت کا اشارا — رکھتا نہیں دنیا میں کوئی اور سہارا

بندہ ہے دونِ جگر افگار تمہارا — مشنو سخنِ دشمنِ بدگوئے خدارا

با حافظِ مسکینِ خود اے دوست وفا کن

خمسہ بر غزل خود

(۱)

رواں ہیں چشمِ تر سے اشکِ پیہم یارسول اللہ — ستاتا ہے تمہارے ہجر کا غم یارسول اللہ
تمہیں کہتے ہیں سرکارِ دو عالم یارسول اللہ — کرم کن رحم فرما بر خطایم یارسول اللہ
غریبم بے کسم بے آشنایم یارسول اللہ

کوئی ارماں نہ نکلا دل کی دل میں رہ گئی حسرت — مجھے اب ٹھوکریں کھلوا رہی ہے شومیٔ قسمت
نظر آجائے منزل پر پہنچنے کی کوئی صورت — رفیقاں تم مرا بگذاشتہ در وادیٔ غربت
کجا شد کاروان و من کجایم یارسول اللہ

مدینے کی زمیں پر میں اگر قسمت سے جا پہنچا — اور اُترا شہر کے نزدیک جا کر قافلہ میرا
تو روضہ کی طرف جاؤں گا حالِ وجد میں کہتا — برس مہماں نوازِ من بیا دستم بگیر آقا
منِ بیگانہ در شہرِ شمایم یارسول اللہ

جہاں جی میں رہے ہیں جو صلوٰۃ و صوم کے پابند — نظر آئیں گے کل میدانِ محشر میں وہی خرسند
جو تم پر مٹ گئے ہیں بس وہ ٹھہریں گے سعادتمند — نکوکاراں بدیوانِ قیامت سرخرو آیند
بریں گریم کہ من چوں رو نمایم یارسول اللہ

سمجھا تھا جنھیں میں دوست نکلے سب مرے دشمن خرد کو جانتا تھا رہنما ثابت ہوئی رہزن
مگر کب ہوش آیا ہو چکا برباد جب خرمن ترحم تاجدارِ من تلطف شہریارِ من
نگہ بر حالِ زارِ من گدا ایم یا رسول اللہ

کبھی جی میں یہ آتا تھا کہ ہوتے غیرتِ جامی کبھی یہ سوچتا تھا نام سے بہتر ہے گمنامی
کبھی تھی جستجو اسکی کرے اوروں میں کیا خامی دریں لہو و لعب عمرم تلف شد وائے ناکامی
نمی دانم چہ خواہد شد سزا ایم یا رسول اللہ

دکھائی جائیگی کل آپ کی جب شانِ محبوبی تو اس ہنگامۂ محشر میں کھل جائیگی ہم کو بھی
سوائے آپ کے ہم بیکسوں کا کون ہے والی نگینِ خاتمِ کونین صدرِ کن فکاں ہستی
منِ بیدل دو حرف بے نوا ایم یا رسول اللہ

خمسہ بر غزل حضرت مولانا حسن رضا خانصاحب حسن بریلوی

دلبر ہو تم کہیں دلِ خانہ خراب ہو نورِ نظر ہو تم کہیں چشمِ پر آب ہو
نرگس ہو نسترن ہو سمن ہو گلاب ہو ہیں سیکڑوں حجاب مگر بے حجاب ہو
ذرے بتا رہے ہیں کہ تم آفتاب ہو

نورِ نگاہِ ناز سے دل پر جِلا کروں تارِ نظر سے چاکِ گریباں سیا کروں
مرنے پہ بھی یہ رسمِ محبت ادا کروں بن کر غبار تیری گلی میں اُڑا کروں
مٹی میں مل کے کیوں مری مٹی خراب ہو

کٹتی ہیں انتظار میں عشاق کی شبیں ہوتی ہے ان کی عمر بسر ہجرِ یار میں
سہتے ہیں یہ غریب ہزاروں مصیبتیں عاشق کے چشم و قلب میں رہتی ہیں حسرتیں
تم کس کے دل کے چین کن آنکھوں کی خواب ہو

ہم تو تمہارے دردِ محبت میں مر مٹے تم نے مگر نہ یاد کیا ہم کو بھول کے
افسوس جو تمہارے لئے خونِ دل پیئے تم جس کے دل کے چین ہو وہ مضطرب رہے
تم جس کی جان ہو اُسے جینا عذاب ہو

حسرت اگر ہے اس کی کہ ہو معتبر سخن سیکھو دروں حضرت صدیقؓ کا چلن
چاہو صفائے قلب تو لو نامِ پنج تن خواہش ہے آبرو کی اگر تم کو اے حسنؔ
جا کر نجف میں خاکِ درِ بوتراب ہو

خمسہ بر غزل جناب شوقؔ قدوائی لکھنوی

اب تڑپ حد سے بڑھ گئی دل کی ہائے کیونکر بجھے لگی دل کی
ختم ہے آج زندگی دل کی لو خبر جلد یا نبی دل کی
جان ہونٹوں پہ آ گئی دل کی

عمر کیونکر بسر ہوئی دل کی اک کہانی ہے دکھ بھری دل کی
مرتے مرتے صدا سُنی دل کی نکلی حسرت نہ یا نبی دل کی
آرزو دل میں رہ گئی دل کی

اے فلک تجھ سے کیا کروں شکوا اپنی قسمت کا ہے مجھے رونا
اس سے بدتر نصیب کیا ہوگا چمنِ طیبہ فصلِ گُل میں چُھٹا
ہائے مُرجھا گئی کلی دل کی

دل پہ ہے غم کی سِل کہوں کس سے صدمۂ جاں گُسِل کہوں کس سے
کیوں ہے یہ مضمحل کہوں کس سے بجز نبی حالِ دل کہوں کس سے
سننے والے ہیں اک وہی دل کی

اُن کے غم میں یہ ہوگئی حالت
آہ کرنے کی بھی نہیں طاقت
رہ گئی ہے بس اک یہی صورت
ذرّہ پر جو لے گئی قسمت
سب کہوں کا بُری بَھلی دل کی

خون ہوجائے فرطِ غم سے جب جگر
جوشِ الفت میں کچھ رہے نہ خبر
سنگ در سے درِ شوق ٹوٹے سر
جان نکلے تڑپ کے روضہ پر
شوق ہے آرزو یہی دل کی

خمسہ بر غزلِ خود
(۲)

کس قدر کالی گھٹا اس غم کی دل پر چھائی ہے
اک سمندر ہے محبت کا کہ اُمڈا آئے ہے
دل کو بے چینی جگر میں درد لب پر ہائے ہے
اے صبا جس وقت بھی اُس گل کی یاد آجائے ہے
کیا کہوں کیا کیا ستم کیا کیا قیامت ڈھائے ہے

زخم جو بھرنے لگے ان میں اک چرکا لگا
اور اُس چرکے پہ گویا پھر نمک چھڑکا گیا
جب کسی نے کر دیا اُس مہ جبیں کا تذکرا
کچھ نہ پوچھو طائرِ دل کا تڑپنا لوٹنا
یاد کیا آتی ہے بس اک تیر سا لگ جائے ہے

جن پہ میں مرتا تھا ہے مجھ سے انھیں کو اجتناب ہائے اب کس سے کہوں حالِ دلِ خانہ خراب
ہو نہیں سکتی ہے کوئی کوشش مری اب کامیاب اے عرب کے چاند سرکا دو ذرا رخ سے نقاب

قبر کی تاریکیوں سے جی بہت گھبرائے ہے

نفسی نفسی ہو رہی ہے سب کی حالت ہے زبوں اس پریشانی میں کس سے طالبِ امداد ہوں
داستانِ دردِ دل کس کو سناؤں کیا کروں کس کے دامن میں چھپوں آخر کسے آواز دوں

کون محشر میں شفیع المذنبیں کہلائے ہے

میں اگر کرنے لگا اپنی مصیبت کو بیاں آپ کی نازک طبیعت پر وہ گزریگا گراں
میں دکھاتا ہوں مگر اے چارۂ دردِ نہاں آپ سے دیکھی نہ جائیں گی مری بربادیاں

آپ کو تو اپنے دشمن پر بھی رحم آجائے ہے

شمعِ اُلفت کا ہوا تو جب سے پروانہ رؤف ہو گیا دنیا کے سب جھگڑوں سے بیگانہ رؤف
کوئی سودائی بتائے کوئی دیوانہ رؤف کس قدر پُر درد ہے تیرا بھی افسانہ رؤف

جو بھی سنتا ہے کلیجہ تھام کر رہ جائے ہے

خمسہ بر غزل خود (۳)

ہے گردش میں ستارا یا محمدؐ ذرا کر دو اشارا یا محمدؐ
طریقہ ہے تمہارا یا محمدؐ دیا فوراً سہارا یا محمدؐ
تمہیں جس نے پکارا یا محمدؐ

خلیل اللہ کی تم نے خبر لی بچائی نوحؑ کی طوفاں سے کشتی
نکالیں حسرتیں کس کس کے دل کی ہیں پھیلائے ہوئے دامن کو ہم بھی
ہمیں بھی کچھ خدارا یا محمدؐ

ترے قربان اے غم خوارِ اُمت شفیع عاصیاں روزِ قیامت
کرم کر اے سراپا شانِ رحمت یتیموں بیکسوں کے دل کی طاقت
غریبوں کا سہارا یا محمدؐ

جو مجھ کو سلطنت بھی کوئی بخشے نہیں ہرگز کسی مصرف کی میرے
مگر ہاں آپ کی بخشش کے صدقے اگر مل جائے کچھ خوانِ کرم سے
تو ہو جائے گذارا یا محمدؐ

رُخِ مقصود سے ہٹ جائیں پردے حقیقت کے نظر آ جائیں جلوے
نگاہِ شوق کے ارماں ہوں پورے چمک جائے تمہارے عکسِ رُخ سے
مری قسمت کا تارا یا محمدؐ

ہوا جنت کی کھا سکتے نہیں ہم دَرِ مقصود پا سکتے نہیں ہم
تمہارے دَر پہ آ سکتے نہیں ہم تمہیں صورت دکھا سکتے نہیں ہم
وہ نقشہ ہے ہمارا یا محمدؐ

تمہاری یاد ہو عادت ہماری تمہارا دین ہو ملت ہماری
تمہاری خو ہو یا حضرت ہماری تمہاری شکل ہو صورت ہماری
کہے دُنیا تمہارا یا محمدؐ

اسی دربار کا ہوں میں بھی منگتا مری سرکار کا ہو بول بالا
بھکاری کی بھی شنوائی ہو داتا رؤفِ زار کو بھی کوئی ٹکڑا
سگِ در ہے تمہارا یا محمدؐ

خمسہ برغزلِ خود (۴)

نہیں عرض کرنے کا یارا محمدؐ زمانہ ہے دشمن ہمارا محمدؐ
سہارا ہے بس اک تمہارا محمدؐ ہے گردش میں اپنا ستارا محمدؐ
میں صدقے ذرا اک اشارا محمدؐ

رہا عمر بھر طاعتِ حق سے غافل کبھی اس پہ مفتوں کبھی اس پہ مائل
محبت بھری اک نظر کا ہوں سائل نہیں گو تمہیں منھ دکھانے کے قابل
مگر ہوں تو آخر تمہارا محمدؐ

تم اپنی نگاہِ کرم کے سہارے ہماری بھی کشتی لگا دو کنارے
عجب عذر کرتے ہیں آفت کے مارے نہیں ہم سے تو سرکار لاکھوں تمہارے
نہیں کوئی تم سا ہمارا محمدؐ

یہ صورت یہ سیرت بتاتی ہے مجھ کو کہ ہر درد کے چارہ فرما تمہیں ہو
ذرا اپنے سائل کی فریاد سن لو بھکاری ہوں داتا مجھے بھیک دیدو
رہے بول بالا تمہارا محمدؐ

پئے جنگ مانگا جو کچھ تم نے سرور — رکھا سارا سامان خدمت میں لا کر
نہ چھوڑی کوئی چیز بھی گھر کے اندر — زہے جوشِ ایمانِ صدیقِ اکبرؓ
کہ جو کچھ تھا سب تم پہ وارا محمدؐ

محبت سے بس ایک ٹھوکر لگا دو — مرا بخت سویا ہوا ہے جگا دو
دلِ مضطرب کی لگی کو بجھا دو — ذرا چاند سی اپنی صورت دکھا دو
مجھے دردِ فرقت نے مارا محمدؐ

پڑے گی قیامت میں جب نفسی نفسی — تو ڈھونڈھے گی ہم کو شفاعت تمہاری
ہمیشہ سے ہے خوئے اقدس کچھ ایسی — وہیں آکے کشتی کنارے لگا دی
جہاں ڈوبتوں نے پکارا محمدؐ

شہِ دیں کا ہی ہاتھ میں جس کے داماں — عجب قابلِ رشک ہے وہ مسلماں
ہے اس کا اللہ ہر دم نگہباں — دوعُف اس کے غم پر خوشی میری قرباں
ہو مشکل میں جس کا سہارا محمدؐ

منقبت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ (۳)

اگر دل ہے شیدائے صدیقِ اکبرؓ تو سر میں ہے سودائے صدیقِ اکبرؓ
نبیؐ کا جہاں ذکر چھیڑا کسی نے وہیں اشک بھر لائے صدیقِ اکبرؓ
نبیؐ سے محبت کا اندازہ کرلو تم اب دیکھ لو جائے صدیقِ اکبرؓ
ہوا غار میں حکمِ شاہِ نبوّت کہ ہرگز نہ گھبرائے صدیقِ اکبرؓ
ہے قرآن میں ذکر اس واقعہ کا زہے شانِ والائے صدیقِ اکبرؓ
ہوا پیش جب انتخابِ خلافت تو سب کو پسند آئے صدیقِ اکبرؓ
محبت کی دنیا کا خضرِ حقیقی نشانِ کفِ پائے صدیقِ اکبرؓ
بنا لو تم اپنا تو خلدِ بریں کی سند ہاتھ آ جائے صدیقِ اکبرؓ
ان آنکھوں سے اب تک کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تمہیں ہائے صدیقِ اکبرؓ
نبیؐ اور آلِ نبیؐ کا تصدق یہ حسرت نکل جائے صدیقِ اکبرؓ
نہیں شبہ اس میں کہ بعدِ پیمبر نہیں کوئی ہمتائے صدیقِ اکبرؓ

رؤفؔ آستانہ پہ کب سے کھڑا ہے
کچھ اس کو بھی مِل جائے صدیقِ اکبرؓ

منقبت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ

(۴)

ہے مدفن جلوہ گاہِ مصطفٰے صدیقِ اکبرؓ کا
سمجھ ہو تو سمجھ لو مرتبہ صدیقِ اکبرؓ کا

رہِ حق میں کبھی اُنکے قدم لغزش نہیں کرتے
جنھیں ہے یاد اندازِ وفا صدیقِ اکبرؓ کا

کوئی مانے نہ مانے اس سے اب ہوتا ہے کیا حاصل
زمانہ میں تو ڈنکا بج چکا صدیقِ اکبرؓ کا

صحابہ یوں تو سب شمعِ نبوت کے تھے پروانے
مگر انداز ہی کچھ اور تھا صدیقِ اکبرؓ کا

کوئی آدھا کوئی اپنا چہارم مال لاتا ہے
مگر اللہ اکبر حوصلہ صدیقِ اکبرؓ کا

یہ جو کچھ بھی لے آتے ہیں سب حضرت کی خدمت میں
عجب اخلاص ہے دلِ عالی صدیقِ اکبرؓ کا

وہاں رہتا ہے برسوں تک نزولِ رحمتِ باری
جہاں اک مرتبہ ذکر آگیا صدیقِ اکبرؓ کا

الٰہی دے ہمیں توفیق اُن کا ذکر کرنے کی
قیامت تک رہے یہ سلسلہ صدیقِ اکبرؓ کا

جو ہو جا سبب ہم سب کی بخشش کا عجب کیا ہے
یہ جلسہ یارِ غارِ مصطفٰے صدیقِ اکبرؓ کا

نبیؐ سے دور ہے جو دور ہے صدیقِ اکبرؓ سے
وہ حق کا ہو گیا جو ہو گیا صدیقِ اکبرؓ کا

قیامت میں دمِ وقتِ پُر معاصی کے گناہوں کو
الٰہی بخش دینا واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا

منقبت سیّدنا صدّیق اکبرؓ

(۵)

جسم و جانِ دین ہے یا پیکر ایمان ہے
کیا بتاؤں میرے افسانہ کا کیا عنوان ہے
یارِ غار مصطفیٰؐ کا ذکر میری جان ہے
حضرت صدیق کی مدحت مرا ایمان ہے

وہ مرے آقا ہیں میں ان کے غلاموں کا غلام
میں ہوں اُن کا مدح گو شاہد مرا دیوان ہے
سب سے پہلے وارثِ گنجِ نبوّت ہیں وہی
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ جن کی شان ہے
ہائے کیسی زندگی ہے زندگی صدیقؓ کی
رات میں سجدے ہیں دن میں جنگ کا میدان ہے

مخدوم مجاہد

بعدِ پیغمبر جہاں کا گوشہ گوشہ دیکھ لو
پھر بتاؤ اور بھی ایسا کوئی انسان ہے

ہے میسر صحبتِ محبوب کب تک حشر تک
اس سے بڑھ کر بھی تقرب کی کوئی پہچان ہے

گھر کا کل سامان لا کر خدمتِ سرکار میں
بولے آقا مال کیا جان بھی قربان ہے

صورتِ صدیق رضؓ ہے صدق و صفا کا آئینہ
سیرتِ صدیق رضؓ اخلاقِ حسن کی کان ہے

نعتِ سرکار دو عالم منقبت اصحاب کی
روزِ محشر میری بخشش کا یہی سامان ہے

یادگارِ عیشؔ ہے یہ بزمِ صدیقی رؤفؔ
آج راحتؔ کا نہیں تو عیشؔ کا مہمان ہے

آج وہ ہوتے تو دادِ منقبت دیتے مجھے
آہ ہے فریاد ہے افسوس ہے حرمان ہے

منقبت سیّدنا صدّیق اکبرؓ

(۶)

زباں پر آ گیا تھا واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا
صفایا ہو گیا فوراً مرے عصیاں کے دفتر کا

نظارہ سب کو ہو جائے گا اُن کے رُوئے انور کا
نقابِ رُخ کو اے بادِ صبا ہلکے سے دے سرکا

نہیں ہرگز نہیں یہ منقبت صدیقِ اکبرؓ کی
یہ سمجھو تذکرہ ہے کشتیِ اُمت کے لنگر کا

یہی تو سب سے پہلے مسند آرائے خلافت ہیں
اِنہی کے دوش پر ہے بار سب دینِ پیمبر کا

نخلِ مخامد

یہ جو کچھ بھی ہے سب قربان کر دیتے ہیں آقا پر
کسی میں بھی نہیں عشقِ پیمبر اِن کے نمبر کا

رہیں گے حشر تک صدیق آغوشِ پیمبر میں
کہاں سے لائیگا کوئی جواب اُن کے مقدر کا

زمانہ اس کا کوئی بال بیکا کر نہیں سکتا
جو عاشق ہے ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

یہ اوصافِ صحابہ ہر برس دہرائے جاتے ہیں
مزہ ہر سال آجاتا ہے یوں قندِ مکرر کا

ہوائے جانِ صحابہ اک عنایت کی نظر اس پر
رؤفؔ زار بھی ہے ایک سائل آپ کے در کا

مَنقبت سیّدنا ابوبکر صِدیق

(۷)

پہنچے یوں منزلِ مقصد پہ گدائے صدیق رضؓ
مشعلِ راہ بنے صدق و صفائے صدیق رضؓ

یا خدا صبر ملے مجھ کو طفیلِ حسنین رضؓ
دولتِ عشق عنایت ہو برائے صدیق رضؓ

جان کرتے تھے فدا سارے صحابہؓ لیکن
غار میں دیکھئے تصویرِ وفائے صدیق رضؓ

کھول دیتے ہیں درِ روضۂ اقدس حضرت
کہ پسِ مرگ بھی یہ ہجر نہ جائے صدیق رضؓ

یہ مراتب کی بلندی یہ مدارج کا عروج
کس سے ممکن ہے بھلا وصف و ثنائے صدیق رضؓ

کیا عجب ہے جو مجھے دیکھ کے رضواں یہ کہے
اس کو آنے دو یہ ہے مدح سرائے صدیق رضؓ

حق کے محبوب کے محبوب ہیں صدیق دؔاعرفان
دیکھو آغوشِ پیمبر میں ہے جائے صدیق رضؓ

مَطلعِ مُربّع

نبیؐ کے عشق کا ہے سلسلہ صدیق اکبرؓ سے
کوئی پوچھے مزا اس درد کا صدیق اکبرؓ سے

مُربّع

جو چاہے بیٹھنا آلِ محمدؐ کے سفینہ میں — جسے ہو زندگی اپنی بسر کرنا مدینہ میں
نبیؐ کے عشق کی برچھی لگی ہو جسکے سینہ میں — وہ لے اس درد کی جا کر دوا صدیق اکبرؓ سے

لڑکپن ساتھ گذرا تھا جوانی ساتھ ہی گذری — اور آخر ہوگئی یہ انتہا جذبِ محبت کی
نبیؐ نے اپنے پہلو میں جگہ دی بعدِ رحلت بھی — سمجھ لو کیا تعلق ان کو تھا صدیق اکبرؓ سے

خمسہ بر غزلِ خود (۵)

ان آنکھوں سے تم کو اگر دیکھ لیتے
ہم آہوں کا اپنی اثر دیکھ لیتے
اٹھا کر نگاہیں جدھر دیکھ لیتے
تمہیں یا نبی جلوہ گر دیکھ لیتے
شبِ غم کی ہم بھی سحر دیکھ لیتے

یتیموں کے والی ضعیفوں کی طاقت
تم آئے ہو بن کر زمانہ میں رحمت
ہزاروں کی بگڑی بنائی ہے حضرت
ذرا اے علاجِ مریضانِ اُلفت
ہمارا بھی دردِ جگر دیکھ لیتے

جو یوسفؑ کہیں عکسِ رُخ دیکھ پاتے
زلیخا صفت اشکِ حسرت بہاتے
جو آدمؑ بھی ملتے تو قربان جاتے
مسیحاؑ بھی نبضِ ارادت دکھاتے
اگر آپ سا چارہ گر دیکھ لیتے

ابو بکرؓ کی سی رفاقت سُنی ہے
علیؓ کی سی شانِ شجاعت سُنی ہے
بتا دے کوئی ایسی حالت سُنی ہے
غلاموں کی اُن کے یہ ہیبت سُنی ہے
صفیں اُلٹ دیتے جدھر دیکھ لیتے

جدائی کا آزار ہوتا نہیں کم — یہاں دن بھی آتا ہے بنکر شبِ غم
یہ ارمان ہے دل میں اے جانِ عالم — ہوں پیشِ نظر آپ کے یوں تو ہر دم
مرے دیکھتے بھی مگر دیکھ لیتے

بڑے اس لئے آپ سب انبیاء سے — ہمیشہ دعا دی جفاؤں کے بدلے
یہ اخلاق تھے سرورِ دوسرا کے — وہیں آپ تسکینِ دل کرنے لگتے
جہاں کوئی خستہ جگر دیکھ لیتے

درِ شاہ پر آکے دھونی رماتے — مدینہ کی گلیوں میں آنکھیں بچھاتے
فتوحات کو اپنی سب بھول جاتے — سکندر بھی سائل کی صورت بناتے
اگر میرے مولےٰ کا در دیکھ لیتے

ہمیشہ عنایت کی عادت کے صدقے — غریبوں کی ہر دم حمایت کے صدقے
محبت کے قربان شفقت کے صدقے — رؤفِ آپ کی چشمِ رحمت کے صدقے
اِسے بھی ذرا اک نظر دیکھ لیتے

خمسہ برغزل خود (۲)

قیامت میں تشریف جب لائیے گا
تو اک اک کو تکلیف میں پائیے گا
وہاں جب زمانہ کے کام آئیے گا
ہماری خطاؤں پہ کیا جائیے گا
نظر اپنی رحمت پہ فرمائیے گا

شراباً طہوراً کے جب دور ہوں گے
تو مستوں کے سب کام فی الفور ہونگے
عجب شان ہوگی عجب طور ہوں گے
وہاں تو کچھ انداز ہی اور ہونگے
نہ معلوم کس ناز سے آئیے گا

نظر آئیں گے مہ جبیں اک طرف کو
سلاطینِ روئے زمیں اک طرف کو
بزرگانِ خلوت نشیں اک طرف کو
کھڑے ہونگے ہم بھی کہیں اک طرف کو
ہمیں بھی ذرا دیکھتے آئیے گا

قیامت میں ہوگی عیاں شانِ امجد
جہاں ہوں گے لاکھوں بلا میں مقید
اس الطاف واحسان کی ہے کوئی حد
جہاں سے صدا آئے گی یا محمدؐ
وہیں آپ تکلیف فرمائیے گا

ہے اتنی عزیز آپ کو اپنی امت کہ بھولے نہیں اسکو وقتِ ولادت
مگر حشر کے دن تو ہوگی یہ صورت کہیں تو بلانے کی ہوگی ضرورت
کہیں بے بُلائے چلے جائیے گا

خطاؤں کو سب کی چھپانا پڑے گا انھیں پیشِ حق بخشوانا پڑے گا
یہ بار آپ ہی کو اُٹھانا پڑے گا ہزاروں کو غم سے چھڑانا پڑے گا
ہماری بھی بگڑی بنا جائیے گا

ترس کھا کے سینہ سے اپنے لگائیں ہمیں خوفِ عصیاں سے فوراً چھڑائیں
زیارت سے حق کی مشرف کرائیں سرِ حشر اے عاصیو جب وہ آئیں
تو قدموں سے اُنکے لپٹ جائیے گا

ولایت، امامت، نبوّت، رسالت یہ سب ہاتھ باندھے ہوئے بہرِ خدمت
رکھے فرقِ اقدس پہ تاجِ شفاعت دکھائیں گے جسوقت وہ اپنی صورت
ذوقؔ اُن پہ قربان ہو جائیے گا

سلام

آپ کیا تشریف لائے خلق کے مطلب برآئے
معجزے وہ وہ دِکھائے جو کِسی نے بھی نہ پائے
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

اب بدلتا ہے زمانہ شِرک ہوتا ہے روانہ
سب بطرزِ عاشقانہ ہوکے خوش گائیں ترانہ
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

آپ محبوبِ خدا ہیں آپ شاہِ دوسرا ہیں
شافعِ روزِ جزا ہیں کیا بتاؤں آپ کیا ہیں
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

اے شہنشاہِ مدینہ   آسماں رکھتا ہے کینہ
بھر گیا داغوں سے سینہ   ہو گیا دُشوار جینا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

کُشتۂ بیداد ہوں مَیں   عاشقِ ناشاد ہوں میں
خانماں برباد ہوں میں   بے کسی کی یاد ہوں میں

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

میں گرفتارِ بلا ہوں   مَیں دوُفِ بے نوا ہوں
بے کس و بے آشنا ہوں   آستانے پر پڑا ہوں

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک

منقبت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ

(۱)

نبیؐ کے عشق کا مے سلسلہ صدیقِ اکبرؓ سے
کوئی پوچھے مزا اس درد کا صدیقِ اکبرؓ سے

جسے ارمان ہو سرکارِ طیبہ کی غلامی کا
کرے آ کر وہ پہلے مشورہ صدیقِ اکبرؓ سے

علیؓ سے علم لو حلم و حیا عثمانؓ سے سیکھو
عمرؓ سے عدل لو صدق و صفا صدیقِ اکبرؓ سے

نبیؐ کے عشق کی برچھی لگی ہو جس کے سینہ میں
وہ لے اس درد کی جا کر دوا صدیقِ اکبرؓ سے

جسے ہو دیکھنی دل میں چمک نورِ محمدؐ کی
کرے کچھ روز وہ کسبِ ضیا صدیقِ اکبرؓ سے

نبیؐ نے اپنے پہلو میں جگہ دی بعدِ رحلت بھی
سمجھ لو کیا تعلق ان کو تھا صدیقِ اکبرؓ سے

ہوا ہے شاد اپنے دوست کے دشمن سے کوئی بھی
نبیؐ ناراض اس سے جو خفا صدیقِ اکبرؓ سے

نبیؐ کے بعد ہر مسلم کو رکھنی چاہئے الفت
علیؓ عثمانؓ عمرؓ جانِ وفا صدیقِ اکبرؓ سے

بنا دیتے ہیں دم بھر میں وہ بگڑی ان غریبوں کی
جو کرتے ہیں مقدر کا گلا صدیقِ اکبرؓ سے

جنہیں محروم رہنا تھا رہے وہ عیب جوئی میں
جنہیں ملنا تھا سب کچھ مل گیا صدیقِ اکبرؓ سے

رؤفؔ ان کے کرم ان کی عطا کا کیا ٹھکانا ہے
جو مانگو گے وہی مل جائے گا صدیقِ اکبرؓ سے

منقبت سیدنا ابوبکر صدیقؓ

(۲)

تجھ سے افضل کوئی امت میں ہو کیونکر صدیقؓ
تیرے پہلو میں ہے پہلوئے پیمبر صدیقؓ

خلق کا عقدہ کشا خلق کا رہبر صدیقؓ
کشتیِ امتِ مرحوم کا لنگر صدیقؓ

کوئی دریا ہے کوئی موج صحابہ میں مگر
عشقِ سرکارِ رسالت کا سمندر صدیقؓ

جو جگہ عرش سے افضل ہو وہاں اے ہمدم
رونق افروز ہیں حضرت کی برابر صدیقؓ

جو رہِ عشقِ محمدؐ میں بھٹک جاتے ہیں
راستہ اُن کو بتا جاتے ہیں آکر صدیقؓ

چشم بد دور ہم آغوشِ رسالت تم ہو
ہے یہ واللہ تمہارا ہی مقدر صدیقؓ

عمر بھر ہم تو زیارت کو ترستے ہی رہے
کبھی رُویا میں دکھا دو رخِ انور صدیقؓ

پیاس ہم تشنہ دہانوں کی نبیؐ کا صدقہ
حشر کے روز بجھانا لبِ کوثر صدیقؓ

یہ رؤفِ جگر افگار تمھارا ہو کر
ہائے یوں ٹھوکریں کھایا کرے دَر دَر صدیقؓ

نظر آتی ہے منزل پر پہنچنے کی یہی صورت
اسی رستے سے ہو گئے اہلِ عشق داخلِ جنت
نبیؐ کے بعد ہر مومن کو رکھنی چاہئے اُلفت
علیؓ عثمانؓ عمرؓ جان وفا صدیقِ اکبرؓ سے

نبیؐ کا عشق ہو دنیا کی ہر دولت سے مستغنیٰ
بہت دشوار ہے اُنکے حریمِ ناز کا ملنا
جسے ارمان ہو سرکارِ طیبہ کی غلامی کا
کرے اگر وہ پہلے مشورہ صدیقِ اکبرؓ سے

مسلمانو یہ کیسی بیخودی ہے ہوش میں آؤ
پڑھو اِن جاں نثارانِ نبیؐ کے کارناموں کو
علیؓ سے علم لو حلم و حیا عثمانؓ سے سیکھو
عمرؓ سے عدل لو صدق و صفا صدیقِ اکبرؓ سے

ہمیں تو صرف اپنا حالِ دل اُنکو سنانا ہے
خبر بھی ہے تمہیں یہ کس سخی کا آستانا ہے
رؤف اُن کے کرم اُنکی عطا کا کیا ٹھکانا ہے
جو مانگوگے وہی مل جائیگا صدیقِ اکبرؓ سے

منقبت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۱)

چمک تیغ بُرّانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ — دکھا دے ذرا شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
دماغوں کو عالم کے کر دے معطّر — شمیمِ گلستانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
اب اک بار پھر کفر کی تیرگی کو — مٹا دے تابانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
جماعت ہوئی کعبہ میں اُن کے دم سے — یہ تھا زورِ ایمانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
مبدّل ہوئی عادتِ نیل فوراً — دکھایا جو فرمانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
گریزاں ہیں سایہ سے اُنکے شیاطین — یہ ہیبت میں ہے شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
عدالت سکھائی سیاست بتائی — ہے عالم پہ احسانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
نبی کو تھا مطلوب اسلام اُن کا — سمجھ لیجئے شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
وہ عاشق نبی اہلِ بیتِ نبی کے — یہ سب مرتبہ دانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
ہر اک نازنیں خاندانِ نبی کا — ہے شمعِ شبستانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
جو پڑھتے ہیں قرآن وہ جانتے ہیں — اَشِدَّاءُ ہے شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
فتوحات کے کارناموں کو پڑھ کر — ہیں دشمن بھی حیرانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
ہے مفتوح بیت المقدس انھیں کا — ہے ایرانِ ایرانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

مدینے سے کی ساریہ کو ہدایت — یہ ہے جوشِ فیضانِ فاروقِ اعظمؓ
موید ہوئی وحیِ حق اُن کی اکثر — یہ ہے عظمت و شانِ فاروقِ اعظمؓ
یتیموں ضعیفوں غریبوں کی خاطر — وہ حالِ پریشانِ فاروقِ اعظمؓ
وہ لینا خبر اُن کی راتوں کو جاکر — یہ الطاف و احسانِ فاروقِ اعظمؓ
اگر جان دینے کی ہوتی ضرورت — تو موجود تھی جانِ فاروقِ اعظمؓ
عجب ذات ہے اُن کی ذاتِ گرامی — عجب شان ہے شانِ فاروقِ اعظمؓ
الٰہی اُنھیں ہم کہیں دیکھ لیتے — ہے آنکھوں کو ارمانِ فاروقِ اعظمؓ
سند ہاتھ آجائے خلدِ بریں کی — جو مل جائے دامانِ فاروقِ اعظمؓ
مرا سر ہو خاکِ آستانہ کی اُن کے — مرا دل ہو قربانِ فاروقِ اعظمؓ
الٰہی ہمیں بخشنا روزِ محشر — بحقِ غلامانِ فاروقِ اعظمؓ

ذوقؔ اپنی قسمت پہ ہے ناز مجھ کو
کہ ہوں آج مہمانِ فاروقِ اعظمؓ

منقبت سیدنا عمر فاروقؓ

— (۲) —

بُلا کے لائی ہے سب کو محبتِ فاروقؓ — کُھلا ہے بابِ گلستانِ مدحتِ فاروقؓ
جہاں میں بٹتے ہیں صدیقؓ کے کہیں صدقے — بچھا ہوا ہے کہیں خوانِ نعمتِ فاروقؓ
مجھے تو تیری اداؤں نے مار ڈالا ہے — میں تیری شان کے صدقے خلافتِ فاروقؓ
نثار حدِ شریعت کیا ہے لختِ جگر — زمانہ دیکھ لے شانِ عدالتِ فاروقؓ
مِلا ہے بیتِ مقدس تو رونمائی میں — کچھ ایسی حق نے بنائی ہے صورتِ فاروقؓ

نبیؐ کے نام کا ڈنکا بجا کرے دن رات — یہ آرزو یہ تمنا یہ حسرتِ فاروقؓ
ہے ذرہ ذرہ مدینہ کا اُن کی راحتِ جاں — گلی گلی ہے مدینہ کی جنتِ فاروقؓ
مِری لحد بھی بنانا انھیں کے کوچہ میں — ہوں میں بھی کشتۂ تیغِ محبتِ فاروقؓ
خدا کی یاد ہے یادِ نبیؐ مِرے نزدیک — نبی کا عشق سمجھتا ہوں اُلفتِ فاروقؓ

وہ اپنے دوست کے پہلو میں جلوہ فرما ہیں — ہے کیا ہی قابلِ صد رشک قسمتِ فاروقؓ
نبی کا آن سے نہ تھا ساتھ چھوٹنے والا — ہے تا قیامِ قیامت محبتِ فاروقؓ
عمرؓ کی آنکھ سے دیکھے کوئی علیؓ کا جمال — علیؓ کے دل سے کوئی پوچھے عظمتِ فاروقؓ
نبیؐ کی خدمتِ اقدس میں ہو اگر موقع — ہمیں بھی بھول نہ جانا شفاعتِ فاروقؓ

مری نگاہ میں ہے کوئی شاہدِ رعنا
کسی کا روئے مصفّا ہے صورتِ فاروقؓ
میں جس طرف بھی محبت سے دیکھتا ہوں ذوقؔ
اُسی طرف نظر آتی ہے صورتِ فاروقؓ

منقبت سیّدنا عمر فاروق رضؓ

(۳)

آج تک پہلو میں ہے پہلوئے جانانِ عمرؓ
دیکھیے کس ناز سے نکلے ہیں ارمانِ عمرؓ

اے زہے شوکت عمرؓ کی اے زہے شانِ عمرؓ
حق تعالیٰ شانہٗ ہے مرتبہ دانِ عمرؓ

خدمتِ اسلام کچھ اس شان سے کی آپ نے
اُٹھ نہیں سکتا کسی سے بارِ احسانِ عمرؓ

کیا سمجھ سکتے ہیں انکی قدر ہم کوتاہ بیں
کوئی پیغمبرؐ سے پوچھے رفعتِ شانِ عمرؓ

آنکھ محوِ دیدِ عثمانؓ سر میں سودائے علیؓ
دل فدا صدیقؓ پر ہو جان قربانِ عمرؓ

ہے تراویح و صوم آپ کی کوشش کا پھل
کس قدر سر سبز ہے نخلِ گلستانِ عمرؓ

الجبل یا ساریہ کی ہے مدینہ سے صدا
کیا تصرف کر رہا ہے جوشِ فیضانِ عمرؓ

ایسی دربانی پہ دنیا کی شہنشاہی نثار
پہلے دربانِ نبیؐ ہوتا ہے دربانِ عمرؓ

لڑکیوں کے بھینٹ لینے کی جو تھی رسم قدیم
ترک رودِ نیل نے کی حسب فرمانِ عمرؓ

بحرِ عصیاں کے حوادث ختم ہو جائیں رؤفؔ
ڈوبتوں کے ہاتھ اگر آجائے دامانِ عمرؓ

منقبت سیدنا عمرؓ فاروقؓ

(۴)

شورِ تکبیرِ عمرؓ پھر زورِ شمشیرِ عمرؓ
اور پھر اللہ اکبر حسنِ تدبیرِ عمرؓ
تیر سے اُن کے صفِ دشمن میں ہل چل مچ گئی
برق سی چمکی صفِ اعدا پہ شمشیرِ عمرؓ

اِس کو کہتے ہیں عدالت عدل اِس کا نام ہے
چل گئی فرزند پر بھی تیغِ تعزیرِ عمرؓ

حشر تک اِس کو زمانہ محو کر سکتا نہیں
لوحِ دل پر نقش ہے عدلِ جہانگیرِ عمرؓ
فتح جب بیت المقدس کی کبھی آتی ہے یاد
سامنے آنکھوں کے پھر جاتی ہے تصویرِ عمرؓ

اپنے دونوں پیشواؤں کا تقرب ہے نصیب
قابلِ صد رشک ہے واللہ تقدیرِ عمرؓ
مسئلہ جب قیدیوں کا بدر کے طے ہو چکا
آسماں سے وحی آئی حسب تقریرِ عمرؓ
آپ کے ایمان لانے کی نبیؐ نے کی دُعا
کوئی پیغمبر کے دل سے پوچھے توقیرِ عمرؓ

لڑکیوں کی جان بچ جاتی ہے رودِ نیل سے
ڈال دی جاتی ہے جب دریا میں تحریرِ عمرؓ

شہر بانو کو کیا فاروقؓ نے نذرِ حسینؓ
ہیں جگر بندِ علیؓ اے دوست شبیرِ عمرؓ
ہیں تراویحِ مہِ صوم آپ ہی کی یادگار
آج تک موجود ہیں آثارِ تعمیرِ عمرؓ
بعد پیغمبر نبی ہوتے تو ہوتے آں جناب
یہ شرف یہ جاہ یہ عزت یہ توقیرِ عمرؓ

ہیں یہ ان میں جن کو جنت کی بشارت دی گئی
مدعیِ بے خبر جنت ہے جاگیرِ عمر رضؓ

اُن کے اوصافِ حَسن تاریخ میں پڑھنے کے بعد
کر نہیں سکتا کوئی ذی عقل تحقیرِ عمر رضؓ

ہم مسلمانوں کا ہو ایمان بنیادِ عمل
قادرِ مطلق بحقِ ذوقِ تعمیرِ عمر رضؓ

ہم ذلیل و خوار ہیں اب اور شرمندہ نہ کر
قادرِ مطلق بحقِ جاہ و توقیرِ عمر رضؓ

ہم بہنوں کے تحفظ کا بھی کر دے انتظام
قادرِ مطلق بحقِ تیر و شمشیرِ عمر رضؓ

عسکری تنظیم کی تحریک کی کوئی سبیل
قادرِ مطلق بحقِ حُسنِ تدبیرِ عمر رضؓ

آج تو نے منقبت ایسی سُنائی ہے رؤفؔ
تو نے گویا کھینچ کر رکھ دی ہے تصویرِ عمر رضؓ

لے رہا ہوں جب سے میں نامِ عمرؓ
ہو رہا ہے مجھ پہ انعامِ عمرؓ

صبر و استقلال سے سُنئے ذرا
لے کے آیا ہوں میں پیغامِ عمرؓ

ہے حقیقت یہ مرے پیغام کی
ترجمانِ حق ہیں احکامِ عمرؓ

مست و بیخود کو مئے پندار سے
ہوش میں لے آئے گا جامِ عمرؓ

حق سے پیغمبر نے مانگا تھا اسے
تھا اُنہیں درکار اسلامِ عمرؓ

اکثر اُن کی رائے پر تائیدِ حق
کیا قریبِ عرش ہے بامِ عمرؓ

خوب تر محبوب تر مرغوب تر
پختۂ بوجہل سے خامِ عمرؓ

کچھ عجب فرحت سی ہوتی ہے مجھے
جب کوئی ملتا ہے ہمنامِ عمرؓ

ڈال دی ہل چل صفِ کفار میں
زلزلہ بردوش تھا نامِ عمرؓ

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
دین چمکا بعدِ اسلامِ عمرؓ

ابر و باد و مہر و ماہ بحر و بر
بے خبر یہ سب ہیں خدامِ عمرؓ

اے نبی اے سیدی اے مرشدی
اے مری جاں اے دلآرامِ عمرؓ

مژدۂ بخشش سے خوش کر دیجئے
بہرِ جود و بخششِ عامِ عمرؓ

چشمِ باطن نور سے بھر دیجئے
بہرِ کشف و علم و الہامِ عمرؓ

لاج رکھ لیجئے رؤفِ زار کی
بہرِ عز و جاہ و اکرامِ عمرؓ

منقبت سیّدنا عثمان غنی رض

حضرت عثماں غنی رض عالی گہر والا تبار
وصفِ ذی النورین اُن کا باعثِ صد افتخار

مایۂ حلم و حیا سرمایۂ مہر و وفا
خوگرِ لطف و کرم جود و عطا جن کا شعار

دستگیرِ بے نوایاں چارۂ بیچارگاں
بے سہاروں کے سہارے بیکسوں کے غمگسار

ذی حشم ذی مرتبت عالی نسب والا حسب
اُن کے اوصافِ حمیدہ کا، نہیں کوئی شمار

جامع القرآن ہونے کی صفت سے متصف
اور یہ خدمت ہے عثمانِ غنی رض کا شاہ کار

اُن کی شخصیت کو پیغمبر کے دل سے پوچھیے
بیعتِ رضواں ہے اُن کی شان کی آئینہ دار

راہِ حق میں پہلے اپنے مال کو قربان کیا
اور پھر دینِ نبی پر ہو گئے خود بھی نثار

یہ ہیں اُن کے جانشین صدقہ ہے جن کے نور کا
جلوۂ شمس و قمر شام و سحر لیل و نہار

میرا دیں ہے حُبِ اہل بیتِ اطہارِ نبی
میرا ایماں ہے ولائے جملہ اصحابِ کبار

قادرِ مطلق اسی انداز سے ہوتی رہے
تا قیامت حضرت عثمانؓ کی یہ یادگار

بہرِ عثمانِ غنیؓ کر یہ دعا حق سے رؤفؔ
کاش ہم بھی اُن کے کچھ اطوار کر لیں اختیار

منقبت سیدنا عثمان غنی رضؓ

حق آپ ثنا خواں ہوا عثمان غنی رضؓ کا
اللہ غنی مرتبہ عثمان غنی رضؓ کا

اسلام کی خدمت میں دیا سب سے زیادہ
دیکھے تو کوئی حوصلہ عثمان غنی رضؓ کا

تھی روز فزوں مملکتِ دینِ پیمبرؐ
کیا شان تھی کیا دبدبہ عثمان غنی رضؓ کا

اسلام کی الفت میں اطاعت میں نبی کی
سر دے دیا یہ حال تھا عثمان غنی رضؓ کا

دو لڑکیاں منسوب ہوئیں اُن کو نبی کی
بے مثل تھا یہ مرتبہ عثمان غنی رضؓ کا

دل پر بھی جِلا کر گیا آنکھوں کو بھی روشن
جس بزم میں ذکر آ گیا عثمان غنی رضؓ کا

قرآں کی تلاوت میں پیا جامِ شہادت
کیا خوب ہوا خاتمہ عثمان غنی رضؓ کا

یہ رات ہے کس ماہ کی عثمان غنیؓ کی
یہ روز ہے کس مہر کا عثمان غنی رضؓ کا

قرآں کی اشاعت میں رہے فائق و برتر
وہ طرز دل آویز تھا عثمان غنی رضؓ کا

سمجھو کہ چمکنے کو ہے قسمت کا ستارہ
اس کا جو ثنا خواں ہوا عثمان غنی رضؓ کا

پھر جائیں رؤفِ جگر افگار کے دن بھی
اے رحمتِ رب واسطہ عثمان غنی رضؓ کا

منقبت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

اے صبا آ دیکھ ہے گلشن میں کیا کوئی نگار
کہہ رہی ہے چشمِ نرگس، ہے کسی کا انتظار

سمتِ مغرب سے ابھی آئی ہوا اتراتی ہوئی
لائی ہے مژدہ کوئی شاید نسیمِ مشکبار

اس طرف سوسن مخاطب ہے کے اک اک کی طرف
کہہ رہی ہے اے چمن کے رہنے والو ہوشیار

داغ اپنے دامنِ دل سے گلِ لالہ مٹا
اور پریشاں حال سنبل اپنی زلفوں کو سنوار

رہ نہ جائے دیکھ حسنِ دلبری میں کوئی نقص
اے گلِ رعنا ابھی اور اپنے جوبن کو نکھار

سرو تو بھی اپنی آزادی کو رکھ بالائے طاق
آج کرنا ہوں گے آدابِ گلستاں اختیار

اے نسیمِ صبح تو بھی چال کو اپنی بدل
اور نئے انداز ہوں تیرے بھی اے بادِ بہار

بوستاں کا پتہ پتہ آئینہ رخسار ہو
نازنینِ گلشن کے سب کرلیں غرض اپنا سنگھار

نغمہ گا اے عندلیب ایسا مسرت خیز ہو
جھوم جائے جس کو سن کر باغ کا ہر برگ و بار

آ رہا ہے آج اس گلشن میں وہ گل پیرہن
جس کے ہر انداز سے ہوگی قیامت آشکار

دیکھتے ہی اک نظر اُس کے گلِ رخسار کو — گل فدا ہونگے اگر تو بلبلیں ہونگی ہزار

سروِ آزاد اُس کے قدِ ناز کا ہوگا غلام — بوئے گیسو پر فدا ہو جائیگا مشکِ تتار

عمر بھر حسرت رہے گی اُس پہ مرنے کی اُسے — دیکھ لے گا اے صبا صورت جو اُس کی ایکبار

جس کسی کی بھی نظر اُس ماہ پر پڑ جائے گی — ہاتھ سے جاتا رہے گا دل وہیں بے اختیار

اُن کی تشریف آوری کو یوں سمجھنا چاہیے — گلشنِ اسلام میں آنے کو ہے فصلِ بہار

سیکڑوں القاب ہونگے اُس شہِ ذیجاہ کے — اس قدر ہوگا فزوں دنیا میں اُن کا اقتدار

بوالحسن کوئی کہے گا اُن کو کوئی بوتراب — اور کوئی مولیٰ علی مشکل کشا دلدل سوار

ان بتوں کو جو نظر آتے ہیں بیت اللہ میں — وہ گرائیں گے نبی کے دوش پر ہو کر سوار

سامنے آئینگے جب اُنکے شجاعانِ عرب ق — اور دیکھیں گے انھیں ہے اُن میں قوتِ کارزار

جب نظر جائے گی اُنکے روئے انور کی طرف — یوں کہینگے برملا ہو ہو کے قدموں پر نثار

اِن سے کوئی جنگجو دنیا میں لڑ سکتا نہیں — لافتیٰ اِلّا علی لاسیف اِلّا ذوالفقار

فتح ہوگی جنگِ خیبر بھی انھیں کے ہاتھ سے — سیکڑوں جوہر دکھائیگی انھیں کی ذوالفقار

اُنکے آتے ہی بدل جائے گی دنیا کی ہوا — دیکھنا ہو جائینگے کچھ اور ہی لیل و نہار

پیشوا ہونگے امامت میں ولایت میں امام — اور خلافت میں چہارم آسماں کے تاجدار

شمع و پروانہ بنیں گے مصطفےٰ و مرتضےٰ — اُن کو اِن پر ناز اور یہ اُنکی صورت پر نثار

مدح اس سرکارِ عالی جاہ کی ممکن نہیں ‏ اولیاء کے مایۂ ناز انبیاء کے افتخار

ہونگے وہ دنیا میں بابِ شہرِ علمِ مصطفٰےؐ ‏ اُن کی ذاتِ پاک پر ہوگا ولایت کا مدار

بن کے ساقی اپنے رندوں کو پلائیں گے وہ مے ‏ جس کا آنکھوں سے نہ جائیگا قیامت تک خمار

اُنکے دستِ ناز میں ہوگا یدِ قدرت کا زور ‏ اُنکے ہر اندازِ میں اعجاز ہوں گے بے شمار

دیکھنا اُن کی نمازِ عصر گر ہو گی قضا ‏ نیرِ اعظم کرے گا اُن کی طاعت اختیار

کچھ عجب انداز ہوں گے اُس سراپا ناز کے ‏ دوستوں کو جن سے راحت دشمنوں کے دل فگار

لکھ نہیں سکتا قلم اُن کے فضائل کا بیاں
کر نہیں سکتی زباں ان کے مراتب کا شمار
بیکسوں کے دل کی طاقت اور بے چینوں کا چین
بے سہاروں کے سہارے بیقراروں کے قرار
دیکھ کرتے ہیں رؤف امداد تیری وہ ابھی
یا علیؑ مشکلکشا کہکر ذرا اُن کو پکار

منقبت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ

(۳)

بوتراب و حیدر و صفدر علی مرتضےٰ ؓ
ناصرِ دیں قاتل انتر علی مرتضےٰ ؓ

آپ کا اللہ ہے یاور علی مرتضےٰ ؓ
آپ کے حامی ہیں پیغمبر علی مرتضےٰ ؓ

آپ کے قبضہ میں بحر و بر علی مرتضےٰ ؓ
آپ کے محکوم دشت و در علی مرتضےٰ ؓ

کیوں کسی کے در پہ جا کر طالبِ امداد ہوں
آپ کے الطاف کے خوگر علی مرتضےٰ ؓ

بادشاہِ ھَلْ اَتیٰ گنجینۂ جود و سخا
خالق و مخلوق کے دلبر علی مرتضےٰ ؓ

آپ ہی کی ذات تھی معجز نمائے رَدِ شمس
آپ ہی ہیں فاتحِ خیبر علی مُرتضےٰ

کمسنوں میں سابق الایمان اللہ غنی
سب سے پہلا آپ کا نمبر علی مُرتضےٰ

خوابگاہِ مصطفےٰ میں آپ تھے ہجرت کی شب
اے خوشا وہ آپ کا بستر علی مُرتضےٰ

بزم گاہِ علم ہو یا جنگ کا میدان ہو
آپ کا کوئی نہیں ہمسر علی مُرتضےٰ

بے عمل۔ بے علم۔ ناداں۔ جاہلِ مطلق رؤفؔ
شہرِ علمِ مصطفےٰ کا دَر علی مُرتضےٰ

(۲)

دیکھ کر دل کش ادائے بوترابؓ
ہو گیا دل مبتلائے بوترابؓ

جب پکارا آ گئے امداد کو
جان صدقے دل فدائے بوترابؓ

بادشاہی کا مزا لیتا رہے
کوئی ہو جائے گدائے بوترابؓ

موت پھر اُس کو نہ آئے حشر تک
جس کو ٹھوکر سے جِلائے بوترابؓ

جس کا جی ہو آزما کر دیکھ لے
کیمیا ہے خاکِ پائے بوترابؓ

میرے عصیاں کا نہیں کوئی شمار
بخش دے یارب برائے بوترابؓ

آنکھ محوِ دید ہو اُن کی رؤفؔ
دل بنے خلوت سرائے بوتراب

خمسہ بر غزل جناب شاہ ضیا احمد صاحب بریلوی

کرنی اگر ہے سیرِ گلستانِ اولیا کر اختیار راہِ محبانِ اولیا
مطلوب ہے اگر تجھے فیضانِ اولیا اے دل بگیر دامنِ سلطانِ اولیا
یعنی حسینؓ ابنِ علیؓ جانِ اولیا

خادم ہیں جسکے جن و ملک وہ خجستہ خو پروانہ جن کا مہرِ رسالت وہ شمع رُو
مدح و ثنائے شہ میں کسے تابِ گفتگو چوں صاحبِ مقامِ نبی و علی ست او
ہم مخبرِ انبیا شدہ ہم شانِ اولیا

حسرت بھری نگاہ سے تکتے ہیں بادہ کش پیاسوں کی ہے زباں پہ فریادِ العطش
خورشید رُخ نہ زہرہ شمائل نہ ماہ وش آئینہ جمالِ الٰہی ست صورتش
زاں رُو شد است قبلۂ ایمانِ اولیا

گو اشقیا نے ظلم کئے آپ پر شدید
ہر گز نہ کی قبول مگر بیعتِ یزید
جب راہِ حق میں حضرتِ والا ہوئے شہید
ذوقے دِگر بجامِ شہادت از و رسید
شوقے دِگر بمستی عرفانِ اولیا

پاتے ہیں زور قوتِ بازو سے زیر دست
ہاتھوں سے انکے ہوتا ہو دنیا کا بند و بست
چشمِ خمار رہتی ہے مستِ مئے الست
روئے نکوش مطلعِ صبحِ سعادت است
سیمائے او ست شمعِ شبستانِ اولیا

سمجھو ذوقی اُنکی محبت کو فرضِ عین
ہو جائیگا نصیب دلِ مضطرب کو چین
دیکھو مآلِ حُبِّ شہنشاہِ مشرقین
دارد ضیا ز حشر خود امید با حسین رضہ
با اولیا ست حشرِ محبانِ اولیا

شہادتِ سیّدنا حسینؓ

یاد آ رہی ہے آج شہادت حسینؓ کی
آنکھوں میں پھر رہی ہے مصیبت حسینؓ کی

وہ فوجِ اشقیا کہ نہیں جس کا کچھ شمار اور ایک مختصر سی جماعت حسینؓ کی
اے چشمِ تر اسی لئے پیدا ہوئی ہے تو رو خوب یاد کر کے مصیبت حسینؓ کی
کھاتا ہے تیر حلقِ مبارک پہ شیرِ خوار کیا خوب ہو رہی ہے ضیافت حسینؓ کی

سر دے کے اپنا سرورِ اہلِ جناں بنے
تھی کیسی کامیاب تجارت حسینؓ کی

باقی حیات وہ کہ نہ ہو ختم حشر تک
کیا رازِ زندگی ہے شہادت حسینؓ کی

بخشی انھوں نے دیں کو نئے سرے زندگی اسلام آج ہے تو بدولت حسینؓ کی

اپنے تو اپنے غیر بھی حلقہ بگوش ہیں
ہے کس قدر وسیع حکومت حسینؓ کی

اے مدعیِ مذہب اسلام بے خبر
آ، کربلا میں دیکھ حمیت حسینؓ کی
دیکھو نبیؐ کے قول "انا من حسینؓ" کو
تو صاف جلوہ گر ہو حقیقت حسینؓ کی

ہے فخر کائنات کو فخر اُن کی ذات پر
اللہ یہ جلال یہ عظمت حسینؓ کی
پروانہ وار ہو رہے متوالے ہیں بے قرار
روشن ہے اب بھی شمع ہدایت حسینؓ کی
اللہ اُن کی دل میں محبت ہو جلوہ گر
آنکھوں کو ہو نصیب زیارت حسینؓ کی

دنیا چھٹے عزیز چھٹیں اقربا چھٹیں
چھوٹے مگر نہ دل سے محبت حسینؓ کی
اک روز اس کا اجر ملے گا تمہیں رؤف
کرتے رہو خلوص سے مدحت حسینؓ کی

سرکارِ کربلا

حوریں فدائے حسنِ طرحدار کربلا
جنت نثارِ رونقِ گلزارِ کربلا

آ، اُڑ کے میری آنکھ میں اے کربلا کی خاک
آ، دل ترا مقام ہے اے خارِ کربلا

کیا بات آج خیر تو ہے اے نسیمِ صبح
مرجھا رہا ہے کیوں گلِ رخسارِ کربلا

عشرہ کا دن نہیں یہ قیامت کا روز ہے
لوٹی ہے اہلِ شام نے سرکارِ کربلا

کیونکر غمِ حسینؑ میں آنسو نہ ہوں رواں
ہے ذرہ ذرہ آج عزادارِ کربلا

ہر ہر کلی پہ باغ کی ٹوٹے ہیں کوہِ غم تاراج ہو رہا ہے چمن زارِ کربلا

زہرا کے لالہ زار کی ساری بہار میں
باقی ہیں ایک عابدِ بیمارِ کربلا
گھر بار سب لٹا کے ہوئے خود بھی نذرِ حق
یہ کام آپ ہی کا تھا سرکارِ کربلا

یہ خونِ بے گناہ ہے یہ خونِ بے گناہ
شاہد ہیں آج تک در و دیوارِ کربلا
قدسی کھڑے ہیں باندھے ہوئے ہاتھ ہر طرف
بیٹھے ہیں تختِ ناز پہ سرکارِ کربلا

جو مانگنا ہو اے دلِ بے تاب مانگ لے
دربارِ کربلا ہے یہ دربارِ کربلا
دنیا کے تخت و تاج کو لائے نظر میں کیا
جو ہو گیا ہو بندۂ سرکارِ کربلا

یوں بھر گئی مراد سے دامانِ آرزو
پیدا جگر میں کر خلشِ خارِ کربلا
دل ہے جگر ہے جان ہے ایمان ہے ذوق
کیا شے ہے تیرے پاس سزاوارِ کربلا

شہیدانِ کربلا

یہ دل ہوا ور حسرت و ارمانِ کربلا
یہ پاؤں اور خارِ بیابانِ کربلا

اللہ کیسی بادِ مخالف چلی ہے آج
بل کھا رہی ہے زلفِ پریشانِ کربلا

اے اہلِ بزم آج قیامت کا روز ہے
گُل ہو رہی ہے شمعِ شبستانِ کربلا

صبحِ وطن کو خاک میں گویا ملا گئی
کیسی کٹی ہائے شامِ غریبانِ کربلا

آنسو یہ کہہ رہے ہیں کہ حسرت نکالئے
تڑپا رہی ہے یادِ شہیدانِ کربلا

اے خضرِ راہِ شوق ذرا دستگیر ہو
کچھ بے وطن ہیں اور بیابانِ کربلا

بجھتی ہے آبِ تیغ سے تشنہ دہن کی پیاس
ہوتی ہے یوں ضیافتِ مہمانِ کربلا

پالا ہو جس کو شاہِ رسالت نے گود میں
وہ جسم اور ریگِ بیابانِ کربلا

سُرخیِ شفق کی شام و سحر بے سبب نہیں
لاتا ہے رنگ خونِ شہیدانِ کربلا

پاتے دق چارۂ زخمِ جگر کہاں
ہوتا اگر نہ فیضِ نمکدانِ کربلا

گلستانِ اہلِ بیتؑ

اے ساکنانِ کوئے محبّانِ اہلِ بیت
کیونکر سُناؤں حالِ پریشانِ اہلِ بیت
جلتا ہے خاک میں سرو سامانِ اہلِ بیت
لُٹتا ہے آج تختِ سُلیمانِ اہلِ بیت

تاریک ہیں نگاہ میں دنیا کی بستیاں یاد آ رہا ہے خانۂ ویرانِ اہلِ بیت
کیسی تری بہار پہ بادِ خزاں چلی
کِس کی نظر لگی چمنستانِ اہلِ بیت

کِس غم نے تیرا نقشۂ زیبا بدل دیا
کیا فکر کھا گئی تجھے اے جانِ اہلِ بیت

اے باغبانِ کون و مکاں جلد لے خبر برباد ہو رہا ہے گلستانِ اہلِ بیت
گھیرا ہے ہر طرف سے لعینوں کی فوج نے
گویا گہن میں ہے مہِ تابانِ اہلِ بیت

غلطاں ہیں خاک و خوں میں گلِ اندام نازنیں
بے گور و بے کفن ہیں حسینانِ اہلِ بیت

اولاد جان مال کئے حق پہ سب نثار
اللہ رے حمیتِ ایمانِ اہلِ بیت

بے جا نہیں ہے اپنے مقدر پہ ہم کو ناز
ہاتھ آگیا ہے گوشۂ دامانِ اہلِ بیت

ہوتے ہیں سیر اہلِ ولا سب بقدرِ ظرف
جاری ہے آبِ چشمۂ فیضانِ اہلِ بیت

ہے مجھ کو اور کونسی شے کی کمی دُرِّ ؔ
مہمانِ اہل بیت ہوں مہمانِ اہلِ بیت

منقبت جناب امام حسین علیہ السلام

حُسینؑ باصفا جانِ وفا کا نام زندہ ہے
یقیناً آپ زندہ آپ کا پیغام زندہ ہے

مسلمانوں کا بیڑا غرق کب کا ہو گیا ہوتا
یہ صرف اُن کا ہی صدقہ ہے کہ آج اسلام زندہ ہے

مثالِ حُر رہِ الفت میں جس نے جان دی اُن پر
قیامت تک وہی خوش بخت نیک انجام زندہ ہے

شفق سے پوچھ لینا پھر مجھے اتنا بتا دینا
کوئی یاد ایسی اب اے گردشِ ایام زندہ ہے

سکندر کی حکومت ہے نہ اب دارا کی دارائی
مگر ان کربلا والوں کی صبح و شام زندہ ہے

ندامت کے سوا ہونا ہے کیا میدانِ محشر میں
ہمارے دل ہیں مُردہ نفسِ نافرجام زندہ ہے

مسلمانو عمل کی شرط ہے اتنا نہ گھبراؤ
کتابِ حق میں اُس کا وعدہٗ انعام زندہ ہے

نہیں دنیا میں جس کی آبرو بدتر ہے مُردوں سے
جو ہم چشموں میں ہے باعزت واکرام زندہ ہے

یہاں دنیا میں جو آیا ہوا نذرِ اجل لیکن
شرابِ عشق جس نے پی وہ مے آشام زندہ ہے

تم آؤ اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو جائے
اسی حسرت میں بس یہ عاشقِ ناکام زندہ ہے

رؤفِ زار جیتا ہے مگر کیا خاک جیتا ہے
وہ زندہ ہے مگر بے چین بے آرام زندہ ہے

منقبت حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

ہمارے پیشوا ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
جہاں کے رہنما ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
گلستانِ محمد مصطفےٰ کی
نسیمِ جاں فزا ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
کوئی اُن کو مری آنکھوں سے دیکھے
جمالِ کبریا ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
کسی آوارۂ اُلفت کا ارماں
کسی کا مدعا ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
کسی ٹوٹے ہوئے دل کی تسلی
کسی کا آسرا ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ
غریبوں بے سہاروں کا سہارا
فقیروں کی صدا ہیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

خرد اُن کے سمجھنے سے ہے قاصر
نہیں معلوم کیا ہیں غوثِ اعظمؒ

اگر دل کے لئے فرحت کا ساماں
تو آنکھوں کو ضیا ہیں غوثِ اعظمؒ

میں اُن کی شکل کے قربان جاؤں
مرے گھر کا دِیا ہیں غوثِ اعظمؒ

ہر اک مشکل میں ہیں یاور ہمارے
ہر اک دُکھ کی دوا ہیں غوثِ اعظمؒ

تمنائیں مُرادیں آرزوئیں
یہ سب تم پر فدا ہیں غوثِ اعظمؒ

سمجھتا ہے اُنھیں تو دُور اے دل
وہ تیرے پاس کیا ہیں غوثِ اعظمؒ

ذوقِ زار دل کی آنکھ سے دیکھ
کہیں تجھ سے جُدا ہیں غوثِ اعظمؒ

شاہِ جیلانیؒ

جہاں دیکھی ادائے دلربائے شاہِ جیلانیؒ
ہوئے سب دیکھنے والے فدائے شاہِ جیلانیؒ

نہ ہے وہ آنکھ جس نے جستجو کی اُن کے جلوے کی
نہ ہے وہ دل ہوا جو مبتلائے شاہِ جیلانیؒ

بتا دو چارۂ دردِ جدائی کی کوئی صورت
دلِ مضطر کو کیونکر چین آئے شاہِ جیلانیؒ

خوشی کے ساتھ جانِ ناتواں دنیا سے رخصت ہو
دمِ آخر اگر صورت دکھائے شاہِ جیلانیؒ

ہزاروں مشکلیں آسان ہو جائیں غریبوں کی
اگر وا ہوں لبِ معجز نمائے شاہِ جیلانیؒ

کبھی تو جلوۂ دیدار آنکھوں کو میسّر ہو
کبھی تو آرزوئے دل بر آئے شاہِ جیلانیؒ

مریضِ ہجر کو تسکین دیدیتے ذرا آکر
بہت دن ہو گئے صورت دکھائے شاہِ جیلانیؒ

الٰہی رحم فرما ہم سیہ کاروں کی حالت پر
الٰہی بخش دے ہم کو برائے شاہِ جیلانیؒ

مصیبت ہو بلا ہو غم ہو کوئی حال ہو لیکن
تمہاری آرزو دل سے نہ جائے شاہِ جیلانیؒ

سلاطینِ جہاں کو بھی نگاہوں میں نہیں لاتا
رؤفِ زار ہے شاید گدائے شاہِ جیلانیؒ

منقبت غوثِ اعظم

تری الفت مرا ایمان یا غوث تری صورت مرا قرآن یا غوث
مرا دل اپنے جلووں سے بسا دو یہ گھر ہونے کو ہے ویران یا غوث
تماشا ہے تمہارے آستاں پر گدا ہیں سیکڑوں سلطان یا غوث
رہیں سب آرزوئیں جی کی جی میں نہ نکلا ایک بھی ارمان یا غوث
تمہارے ہجر کا ہے داغ دل میں یہی اس گھر کا ہے سامان یا غوث
قدم گردن پہ ہے جو ہر ولی کی مری آنکھوں میں ہو مہمان یا غوث
اگر پاؤں کہیں نقشِ کفِ پا تو کردوں نقدِ جاں قربان یا غوث
ذرا میرے بھی دردِ معصیت کا کسی صورت سے ہو درمان یا غوث
تمہاری دید یعنی عید میری تمہارا ذکر میری جان یا غوث

دلِ حامد جاں بلب کی بھی خبر لو
کوئی دم کا ہے یہ مہمان یا غوث

غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

سُنو میری کہانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ
تمہیں کو ہے سُنانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ
"مریدی لاتخف" دنیا نے کانوں سے سنا ہے بھلا کس کی زبانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ
غریبوں کے سہارے اولیا کی آنکھ کے تارے شہِ بطحیٰ کے جانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

زمین و آسماں خشکی تری سب میں برابر ہے
تمہاری حکمرانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

تڑپتا ہے مریضِ غم تمہارے در د فرقت میں
فزوں ہے ناتوانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

بھلا دستِ کرم کو آپ کے دشوار ہی کیا ہے
مری بگڑی بنانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

رؤفِ مدح خواں کو منزلِ مقصد پہ پہنچا دے
تمہاری مدح خوانی غوثِ اعظم شاہِ جیلانیؒ

در منقبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

(۱)

جہاں دیکھا کسی نے جلوۂ رخسار خواجہ کا — یہ دیکھا ہے کہ فوراً ہو گیا بیمار خواجہ کا
ملی سب خاک میں شانِ جلالت اہلِ باطل کی — بجا جب ہند میں ڈنکا مرے سرکار خواجہ کا
کہینگے دیکھ کر مجھ کو فرشتے بزمِ محشر میں — وہ دیکھو آرہا ہے جھومتا مے خوار خواجہ کا
درِ مقصد سے دامن بھر لئے سب نامرادوں نے — اُٹھا جس دم عطا کو دستِ گوہر بار خواجہ کا
نکیرین آکے مرقد میں مرے کہتے ہیں آپس میں — اسے سونے دو یہ ہے کشتۂ دیدار خواجہ کا
الٰہی تیری رحمت کی گھٹا چھائی رہے اس پر — ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے گلزار خواجہ کا

صبا للہ میری بھی دوا اجمیر سے لادے
پڑا ہوں میں بھی امروہہ میں اک بیمار خواجہ کا
اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ کس گل پہ مرتا ہے
تو کہدینا کہ عاشق ہے رؤفِ زار خواجہ کا

(۲)

مرے مشکلکشا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
مرے حاجت روا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
ٹھکانا ہے کہاں تیرے مریضانِ محبت کا
ترے در کے سوا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
مشامِ جاں معطر غنچہائے دل شگفتہ ہوں
چلے ایسی ہوا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
شبِ اسریٰ کے دولہا صاحبِ لولاک کا صدقہ
مری بگڑی بنا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
پھنسا ہوں اِن دنوں گرداب میں بحرِ حوادث کے
اشارہ ہو ذرا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
نظر میں اپنی کب لاتے ہیں شاہانِ زمانہ کو
ترے در کے گدا خواجہ معین الدین اجمیریؒ
ادھر بھی دیکھ لو کب سے کھڑا ہے آستانہ پر
دکھی بے نوا خواجہ معین الدین اجمیریؒ

جانِ بہار ہے خواجہؒ

کسی کی ذات کا آئینہ دار ہے خواجہؒ
یہ دیکھتا ہوں کہ تصویرِ یار ہے خواجہ
یہاں کھلائے ہیں خواجہ نے کیسے کیسے گل
بہار کیا کہوں جانِ بہار ہے خواجہؒ

ہمارا نام و نشان اولیا کا چشم و چراغ
نبی کے عشق کی اک یادگار ہے خواجہؒ
نہ آؤ گے تو نہ نکلے گی جان آنکھوں سے
یہ انتظار عجب انتظار ہے خواجہؒ

تمہیں بلاؤ گے اپنی طرف تو آئیں گے
ہمارے عزم کا کیا اعتبار ہے خواجہؒ

تمہارے جلوۂ رُخ کو ترس گئیں آنکھیں
چُبھا ہوا مرے دل میں یہ خار ہے خواجہؒ

میں دیکھتا ہوں مگر تم نظر نہیں آتے
یہ تیر تو مرے سینہ کے پار ہے خواجہؒ

تمہیں حضورؐ نے ہندوستان سونپ دیا
اب اس جہان کا تمہیں اختیار ہے خواجہؒ

یہ دیکھ لیجئے ہم مبتلا ہیں کس غم میں
ہمارا ہند میں اب کیا وقار ہے خواجہؒ

ہماری کشتئ الفت کے پار لگنے کا
تمہاری چشم کرم پر مدار ہے خواجہؒ

اتار دو تخت سے تم جس کو وہ اُتر جائے
بٹھاؤ تم جسے وہ تاج دار ہے خواجہؒ

جو ہم سے منھ کہیں موڑا تو کیا ٹھکانا ہے
یہ قافلہ تو غریب الدیار ہے خواجہؒ

قرار کی کوئی صورت نظر نہیں آتی
تمہارے ہجر میں سینہ فگار ہے خواجہؒ

تمہارے در کا گدا ہوں تمہارے در کا گدا
یہیں کی بھیک پہ میرا مدار ہے خواجہؒ

گناہگار ہے اس کی خطا معاف کرو
رؤفؔ زار بہت شرمسار ہے خواجہؒ

در منقبت سیّد شرف الدین شاہ ولایت امروہہ

یہ در ہو اور بندے کی جبیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ
ہوں دفن بھی بعد مرگ یہیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

تم راجہ ہو میں پرجا ہوں تم داتا ہو میں منگتا ہوں
تم سب کچھ ہو میں کچھ بھی نہیں یا شاہ ولایت شرف الدینؒ

خدمت ہے تمہاری خدمتِ حق الفت ہے تمہاری الفتِ حق
کوچہ ہے تمہارا خلدِ بریں یا شاہ ولایت شرف الدینؒ

تم حفظ و حمایت امروہہ تم شاہِ ولایتِ امروہہ
میں بھی ہوں یہاں اک خاک نشیں یا شاہِ ولایت شرف الدینؒ

اپنے جد کا صدقہ دیدو اک ٹکڑا در کے سائل کو
ہو جائے بسر سب عمر یہیں یا شاہ ولایت شرف الدینؒ

کچھ حاجتِ تخت و تاج نہیں دُنیا کا میں محتاج نہیں
عقبیٰ کی طلب میں لاج نہیں یا شاہ ولایت شرف الدینؒ

دیوار سے سر ٹکراتا ہے آنکھوں سے اشک بہاتا ہے
دیکھو یہ رؤفِ حزیں تو نہیں یا شاہ ولایت شرف الدینؒ

منقبت حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ

نہیں میں ہی ثنا خواں ہے زمانہ بدر چشتیؒ کا
خلائق کی زباں پر ہے ترانہ بدر چشتیؒ کا
دیا کرتی ہے درسِ معرفت آ آ کے یاد اُن کی
سبق آموزِ وحدت ہے فسانہ بدر چشتیؒ کا

دُرِ مقصد سے دامن لے گئے بھر بھر کے گو لاکھوں
مگر معمور ہے پھر بھی خزانہ بدر چشتیؒ کا

الٰہی تیرا دریائے کرم بے حد و پایاں ہے
مرا مقصد بھی پورا کر بہانہ بدر چشتیؒ کا
اگر چاہو رسائی تا بہ مقصد اے ذوقؔ اپنی
عقیدت سے پکڑ لو آستانہ بدر چشتیؒ کا

در منقبت حضرت شاہ قیام الدین چشتیؒ

مرے والی قیام الدین چشتیؒ مرے حامی قیام الدین چشتیؒ
پسِ مُردن نہ ہو برباد للہ مری مٹی قیام الدین چشتیؒ
فقیروں میں تمہارے آستاں کے ہوں اک میں بھی قیام الدین چشتیؒ
نکل جائے بھنور سے آفتوں کے مری کشتی قیام الدین چشتیؒ
ذرا اب سامنے آکر بھی سُن لو مری بپتی قیام الدین چشتیؒ

بنا دو از رہِ بے کس نوازی
مری بگڑی قیام الدین چشتیؒ
پکارو تم تو آئیں گے مدد کو
دروؒ اب بھی قیام الدین چشتیؒ

ختم شد

خود سے خطاب

چشم لب دنداں دہن پھر جسم جس میں جان ہے
دیکھ تو غافل یہ کتنا قیمتی سامان ہے
دینے والا کون ہے اے کاش تو یہ سوچتا
کس کی ہے یہ سب نوازش کِس کا یہ احسان ہے
کیا غرض تھی یہ خزانہ تجھ کو کیوں سونپا گیا
غور کر اس پر اگر تو واقعی انسان ہے
ہوش میں آ دیکھ اتنی بے حِسی اچھی نہیں
تجھ پہ فرض ان نعمتوں کا شکر ہر ہر آن ہے
اس کی خوشنودی کے ہر ہر کام سے تجھ کو گریز
ہائے جس کا لطف تیری شان کے شایان ہے

ایسے محسن سے تغافل ایسے آقا سے فرار
کیا کہوں تو کون ہے انسان ہے یا حیوان ہے
جب تجھے دنیا کے کاموں سے فراغت ہو نصیب
سیرتِ اصحاب ہے تفسیرِ ہے قرآن ہے
دیکھ اہل اللہ کا دامن نہ چھوٹے ہاتھ سے
ان طبیبوں کے یہاں ہر درد کا درمان ہے
اولیاء اللہ کا ہے فیض فیضانِ نبی
اور یہ فیضانِ نبی اللہ کا فیضان ہے
روزِ محشر بس وہی خوش بخت ہوگا سُرخرو
سامنے جس کے یہ منظر ہر گھڑی ہر آن ہے
دُور اک جانب دکھائی دے رہا ہے پُل صراط
دوسری جانب نظر میں عدل کی میزان ہے
ہاتھ اور پاؤں گواہی دے رہے ہیں اکطرف
جسکو دیکھو یہ تماشا دیکھ کر حیران ہے

کیا غضب ہے باپ بیٹے کو نہیں پہچانتا
اور نہ بیٹے ہی کو اپنے باپ کی پہچان ہے

نفسی نفسی کا یہ عالم الامان والحفیظ
اس بلا میں مبتلا ہر بے عمل انسان ہے

حشر میں یارب ترا محبوب ہے میرا شفیع
اور تو ستار ہے غفار ہے رحمان ہے

دونوں سرکاروں سے کچھ ایسا تعلق ہے مجھے
ایک میرا جسم ہے اور ایک میری جان ہے

سال میں چونسٹھ مجالس اپنے اپنے وقت پر
اور یہ چھپن سال سے تفریح کا سامان ہے

یہ مجالس اور خاک پائے درویشاں ذوقؔ
مفلسی میں عیش کرتا ہے خدا کی شان ہے

شکریہ

"تحفۂ محامد" کے دوسرے ایڈیشن کی کتابت
اور طباعت کے سلسلہ میں محبّ مکرم جناب عبدالمجید
خاں صاحب عشقی امروہوی مینیجر الجمعیۃ پریس دہلی اور مخلصی جناب
حافظ محمد یونس صاحب صدیقی خوشنویس پروپرائٹر مکتبہ حیات اردو امروہہ کا
نہایت خلوص سے شکر گزار ہوں کہ تحفۂ محامد کو حسین و دلفریب، پُر کشش اور
جاذبِ نظر بنانے میں بکمالِ خلوص کتابت اور طباعت کے سلسلہ میں اپنی فنکاری
اور دیرینہ تجربہ کاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خصوصی توجہات سے کام لے کر
تزئین کی جدوجہد فرمائی اور ہر دو احباب کی مخلصانہ محنت و جاں
فشانی سے تمام کام مکمل ہوئے۔ میں اس پر جس قدر بھی
مسرت و خوشی کا اظہار کروں کم ہی ہوگا۔
ربّ العزت ہر دو مخلصین کو جزائے خیر
عطا فرمائے۔ دُعا گو:۔

رؤف امروہوی

مصنف لخلخۂ مجاہد کا

دُوسرا دیوانِ مجاز

۱۳۶۰ھ

گلرنگِ تخیل

جسمیں

جناب رؤف امروہوی کی نہایت پُرکیف غزلوں اور دلچسپ خمسوں کا مجموعہ ہے اور زبان کی سلاست و صفائی خیالات اور جذبات کی پاکیزگی کے ساتھ عام دلچسپی کے لحاظ سے دُنیائے اُردو ادب میں ایک یادگار اور قابل قدر اضافہ ہے ـــــ شائقین شعر و سخن ایسے آسان، سلیس، وجد آفرین، اور لطیف مجموعۂ تغزل کو حاصل کر کے بیان کی لطافت، زبان کی فصاحت اور انداز کی بیساختگی سے لطف اندوز ہوں ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۱۱۲ صفحات ـ قیمت ۱ پانچ روپے ـ

حسب ذیل پتوں سے حاصل کیجیے

احمد حسین سیفی محلہ سدّو امروہہ (یو پی)

نیشنل بک ڈپو بازار گذری امروہہ

منشی صدر الحسن تاجر کتب بازار گھر مناف

امروہہ